تصدیق شہادت

در تردید

اقوال باطلہ مرزا حیرت

۱۳۱۶ھ

یہ رسالہ تالیفات جدیدہ حضرت جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول استاذ العلما
مولانا و مقتدانا جناب مولوی محمد عبد الحق صاحب ابو الاحسان سہارنپوری سلمہ الرحمن ہے
ہی جسمیں مرزا حیرت صاحب ایڈیٹر اخبار کرزن گزٹ دہلی کے اوہام باطلہ انکار شہادت
جناب حضرت امام والا مقام سید الشہداء امام حسین رض کا قلع و قمع بدلائل ساطعہ و براہین
قاطعہ نہایت مفصل طور پر کیا گیا ہے اہل سنت و الجماعت و جملہ طالبان
حق کو مرزا حیرت صاحب کے خیالات فاسدہ و اوہام باطلہ سے بچکر
بحکم الحق احق بالاتباع حق الامر کا تابع
ہونا لازم ہے

للہ الحمد کز مشارق دین ۔ سر بر آورد آفتاب یقین
وہم باطل شد است و بے رونق ۔ ایہا المسلمین جاء الحق

حسب فرمایش جناب مولانا مولوی عبد الحق صاحب مؤلف کتاب ہذا اسلمہ اللہ تعالیٰ

مطبع قاسمی میرٹھ میں طبع ہوئی

قیمت فی مجلد ۴ / مجلد

فہرست مضامین کتاب تصدیق شہادت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چشم بکشا ز دیدۂ دل بین | قولِ حق را ز اہلِ علمِ دین
واز تعصّب بری شدہ بنگر | کہ شود بر دلِ تو نقشِ نگین
گر تو اصرار و ضد و پاسِ سخن | دور سازی رسی بحق مبین
ظلمت و حیرت و تردّدہا | ہمہ یکسو شود ز راہِ یقین
ورز عقل و ادب نداری کار | بہ کہ جایت بود بزیرِ زمین

اَلحمدُ لِلّٰہِ الّذی ھدانا سبیلَ الرّشادِ والصّلوٰۃُ والسّلامُ علےٰ خیرِ الانبیاءِ محمّدِ الشّافعِ یومَ التّنادِ و اٰلہٖ سیّما المبتلیٰ یومَ الکربلاءِ بالمصائبِ الشّدادِ الفائزِ بدرجۃِ الشّہادۃِ باتّفاقِ علماءِ جمیعِ البلادِ واصحابہٖ العظامِ وخلفائہٖ الاربعۃِ الکرامِ الامجادِ +

امّا بعد بندہ حقیر خادم العلماء ابو الاحسان محمد عبد الحق بن شیخ اعز الدین بن شیخ جمال الدین بن شیخ محمد امین اسلمی[1] انصاری سہارنپوری مقیم حال کیمپ لال کرتی میرٹھ عفا اللہ تعالیٰ عنہ وعنہما وعن جمیع اسلافہٖ واساتذتہٖ۔

ارباب دانش و دین کی خدمت مین ملتمس ہے کہ درینولا مرزا حیرت صاحب اڈیٹر اخبار کرزن گزٹ دہلی نے یہان تک غلو کیا ہے کہ اپنے قلم کی تیغ سفاک سے امام والا مقام سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے خون کرنے مین جولانی اور جرأت اختیار کرکے اپنے اخبار کے کالم اس خون شہادت سے رنگین شائع کرنے پسند فرمائے ہین جس سے

[1] از اولاد شیخ محمد اسلم صاحب مرحوم ۱۲

روسیاہی قیامت کا قوی اندیشہ ہے۔ مگر وہ اپنی جودت طبع کے زور و شور مین اسی خونریزی شہادت سے اپنی دنیوی سُرخروی سمجہہ رہے ہین اور عاقبت کی روسیاہی اور تباہی کا کچھ فکر نہین جس سے خاص و عام اہل اسلام کو سخت تعجب اور حیرت ہے کہ مرزا حیرت صاحب نے[1] فرقہ شیعہ کے مقابلہ مین یہہ کیا طریق اختیار کیا ہے جو شعبہ اُصُول مذہب خوارج ہے اور تمام علمائے اہل سنت کا اسپر اتفاق ہے کہ بلاشک واقعہ قیامت خیز کربلا اور شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام مقام کربلا مین ثابت اور واقعی بات ہے تو مرزا صاحب نے اس کا انکار کرکے اجماع اہلسنت کے خلاف کیون کیا ہے۔ اور اسپر طرّہ یہہ ہے کہ مرزا صاحب نے اسمین اب یہان تک تجاوز عن الحد کیا ہے کہ اس دعوے انکار مین علمائے اہلسنت والجماعت سے بھی مقابلہ کرنے لگے حتّٰی کہ بخاری شریف جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ مشہور اور مُسلّم ہے اوسکی روایت پر بھی اپنے عقلی اور وہمی لچر اعتراضات کرنے شروع کردیئے۔ اور روایت بخاری شریف کو محمول اسپر کرلیا کہ صاحب بخاری نے بلاتحقیق شہرت کے لحاظ سے ہی یہہ روایت لکھدی ہے اور دراصل صحیح نہین ہے اور صاف لکھدیا کہ کوئی روایت حدیث کی اس باب مین نہین ہے اور کوئی پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ مین نہین فرمائی اور مُسلمانون کا یہہ قدیم خیال شہادت امام حسین کا محض غلط اور بے بُنیاد ہے اسلیئے کہ امام حسین عم مقام کربلا سے قُسطُنطنیہ چلے گئے تھے اور کربلا مین ہرگز شہید نہین ہوئے۔ چنانچہ مرزا صاحب کی اس جرأت کی وجہ سے کہ کُتب حدیث اہلسنت خصوصاً بخاری شریف پر بھی اعتراض کرنے لگے کہ اُنھون نے حضرت انس رض کی حدیث عبید اللہ بن زیاد کے پاس سر مبارک امام حسین ع کے جانے اور حضرت انس رض کے وہان موجود ہونے کے باب مین جو لکھی ہے وہ بلاتحقیق صرف شہرت پر مبنی ہے یعنی دراصل صحیح نہین ہے[2] یہہ قول علمائے اہل سنت والجماعت کو ناخوش معلوم ہوا اور مرزا صاحب کی

---

[1] اسلیئے کہ خوارج امام حسین رض کو باغی خلافت یزید پلید کا اعتقاد رکہتے ہین اور انکا مذہب یہی ہے اور باغی شہید نہین ہوسکتا ہے پس بغاوت امام حسین رض کا جو اُنکا مذہبی عقیدہ ہے انکار شہادت امام حسین عم اوسکی فرع اور اوسیکا شعبہ ہے ۱۲ منہ۔

[2] چنانچہ مرزا صاحب کی غالباً عبارت اخبار کرزن گزٹ دہلی مطبوعہ ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء کی یہہ ہے کہ انس رض جیسے صحابی ابن زیاد ظالم کے

اس گستاخی اور بے باکی سے کہ ایسے امام حدیث صاحب بخاری پر بھی اپنے وہمی اور خیالی اعتراض
کرکے مسلمانون کو اپنی مذہبی مستند کتابون سے بدظن کرنا اور مخالفین اسلام کو موقع اعتراض کا
دینا چاہا عام جوش پیدا ہوا اور خاص و عام اہل اسلام کی نظر سے مرزا صاحب ساقط الاعتبار
ہوگئے - چنانچہ اسی غلو اور علو کی وجہ سے مرزا صاحب کی جودت طبع ہی موافق مصرعہ ع
اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی - باعث مذلت ہوگئی کہ مثل مشہور ہے جب چیونٹی کے پر نکلتے
ہین ماری جاتی ہے اور اسیواسطے کہا گیا ہے ؎

مَاذَا اَخَاضَكَ يَا مَغْرُوْرُ فِي الْخَطَرِ	حَتّٰى هَلَكْتَ فَلَيْتَ النَّمْلَ لَمْ تَطِرِ

اور یہی مضمون شعر فارسی مین ہے ؎

آن نشنیدی کہ فلاطون چہ گفت	+	مور ہمان بہ کہ نباشد پرش

پس مرزا صاحب کو اس جودت طبع اور جدت کے پرون نے ہی اس مقام ذلت تک پہونچایا -
اور فی الواقع یہہ نہایت خرابی کی بات ہے کہ اگر مثل کتاب بخاری شریف پر بھی اعتماد نہین ہوگا
جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ مشہور اور مسلم ہے تو دوسری کتب حدیث کا کیا اعتبار ہوگا اور تفصیلی
احکام نماز و روزہ وغیرہ کا ثبوت کونسی کتابون سے ہوگا مثلاً تعداد رکعات اور دیگر فرائض و واجبات
وغیرہ احکام نماز پنجگانہ جنکا ذکر قرآن شریف مین نہین ہے پس اس انکار شہادت امام حسین عم کے
ساتھ اکثر احکام دین کا خون ہوگا اور کوئی حکم ثابت نہو سکے گا کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
مسلم ہے تو ضروریات اور مسلمات دین اسلام بلکہ خود کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ کا بھی عدم ثبوت لازم آئیگا کہ قرآن شریف مین اس ہیئت اجتماعی سے یہہ کلمہ
کہین موجود نہین اور اگر مرزا صاحب کو دعوی ہو تو قرآن شریف سے اسکو ثابت کر دین علاوہ

تتمہ بقیہ صفحہ ۲ - پاس کیون جاتے صاحب بخاری نے یہہ حدیث سنی سنائی لکھدی ہے ۱۲ منہ
۵ے اسلئے کہ جب قرآن شریف سے وہ ظاہر نہین ہین اور کتب احادیث مین صحیح بخاری کے مؤلف پر بے تحقیق حدیث لکھدینے کا
بھی مرزا جی نے احتمال جائز رکہا ہے تو یہہ احتمال جملہ احادیث اور جملہ کتب حدیث مین جائز ہوگا - اسلئے تفاصیل احکام فرائض
و واجبات و سنن وغیرہ کا ثبوت نہو سکیگا اور انکار شہادت کے ساتھ جملہ احکام کا ضرور خون ہوگا اور کوئی حکم ثابت نہو سکیگا پس یہ احکام

بران اتہام گناہ تولی عن الزحف اور فرار عن المعرکہ جو سخت کبیرہ گناہ مثل گناہ زنا وغیرہ کے ہے
(پشت دادن از معرکۂ جنگ ۱۲)
اور بیغیرتی اور بزدلی کا الزام ایسے پیشوائے اُمت صاحب خاندان اسد اللہی پر جنکے باپ
شیر بیشۂ شجاعت درضا حضرت مولی علی مرتضٰے علیہ التحیۃ والثنا تھے۔ مرزا صاحب نے لگایا ہے
جو اہل سُنت اور شیعہ دونون کا دل آزار اور موجب توہین و مذلت ہے اور کون اہل عقل مسلمان
یا کافر اس بات کو مان سکتا ہے کہ آدمی ایسا بیغیرت ہو جائے کہ اپنے صغیر بچون اور کل اہل و
عیال اور عزیزون اور بھائیون اور تمام ساتھیون کو چھوڑکر صرف اپنی جان بچاکر بھاگ جائے
اور اہل وعیال کو اپنے دشمنون کے ہاتھ مین چھوڑ جائے یہہ تو عام ادنی آدمی بھی نہین کر سکتے
چہ جائیکہ ایسی مرتفع شان والے جو جان ومال دین اسلام کیواسطے نثار کرنے والے تھے۔ پس
ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہہ سخت ہجو اور مذمت امام والا مقام امام حسین علیہ السلام کی اور
بے ادبی اور گستاخی کی گئی ہے جسکی وجہ سے یہہ رسوائی اور ذلت اطراف جہان مین مرزا صاحب[ا]
کو حاصل ہوئی ہے جیساکہ حضرت مولانا روم قدس سرہ کے پاک کلام سے ظاہر ہے ؎

صد ہزاران سال ابلیس لعین پنجہ زد با آدم از نازیکہ داشت	بود ز ابدال وامیر المومنین گشت رسوا ہمچو سرگین وقت چاشت

اور اسی بدنتیجہ کے حاصل ہونیکے ڈر سے فرمایا ہے ؎

پنجہ بامردان مزن اے بوالہوس	برتر از سلطان چہ میرانی فرس

اور اہلسنت شیعہ کے بلاشک مخالف ہین مگر فضایل اہل بیت کے تمام اہل سُنت مقر ہین اور
شہادت اعلیٰ فضائل مین سے ہے تو مرزا صاحب نے یہہ خوب حیلہ نکال لیا ہے کہ جب جواب
نہ آسکا اور مرزا صاحب سے اپنے دعوے عدم شہادت امام حسین عم اور قسطنطنیہ چلے جانیکا ثبوت
کسی کتاب اہلسنت سے نہ بن پڑا تو قائل شہادت امام حسین عم کو رافضی کہکر بحار الانوار

حاشیہ: مرزا صاحب نے امام حسین کی ہجو اور مذمت کی اور امام حسین پر بزدلی کا الزام لگایا۔ عقیدۂ فضائل اہل بیت

ا؎ جیساکہ اشاعت اول کتاب ہذا پر مرزا صاحب نے ہماری نسبت بھی رافضی وغیرہ لکھکر اپنا جھوٹا کذاب ہونا ظاہر
کیا ہے جس سے الا جواب ہونا انکا اظہر من الشمس ہے ۱۲ منہ

وغیرہ کا حوالہ دینا شروع کر دیا اور پیرایۂ تقیہ مین بحث شروع کر دی سو یہ مرزا صاحب کے
لاجواب ہونے کی خود واضح دلیل ہے اور مرزا صاحب خود سمجھ سکتے ہین کہ اسپر انسے بھی کوئی
کہ سکتا ہے۔ کہ اگر وہ دوسرونکو رافضی بناتے ہین تو خود تقیہ کے پردہ مین اپنی خارجیت کا
زہریلا اثر اپنے کلام کے زور سے اہلسنت مین پھیلانا چاہتے ہین اور مرزا صاحب کو رافضی اور
خارجی وغیرہ کے الفاظ غالباً خود معلوم ہین تو ایسی جرأت کرنا خلاف عقل ہے جس سے مصرعہ۔
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ کا مصداق بننا پڑے اور یہ سمجھ لینا کہ قلم اور زبان
میرے سوا دوسرے کے پاس نہین محض خام خیالی ہے کہ:۔ یہ ہے گنبد کی صدا جیسی کہو ویسی
سُنو۔ پس اگر مرزا صاحب پایۂ تحقیق اور انصاف سے علیحدہ ہونا ہی مد نظر رکھینگے اور لفاظی اور
الفاظی طمطراقی سے کار براری چاہینگے تو یہ حصہ خاص مرزا صاحب کے واسطے ہی نہوگا کہ جزاء
سیئۃٍ سیئۃٌ مثلہا کا قرآن سے دوسرونکے واسطے بھی جائز ہونا ثابت ہے پس دانشمند کو
خود اپنی آبرو کی حفاظت واجب ہے ؎

اِنَّ اللِّسَانَ صَغِیْرٌ جِرْمُہٗ وَلَہٗ	جُرْمٌ کَبِیْرٌ کَمَا قَدْ قِیْلَ فِی الْمَثَلِ

اور جب مرزا صاحب نے دعویٰ بر خلاف جمہور اہل اسلام کے جو موجب دل آزاری خاص و عام اہل
اسلام ہے کیا ہے تو اوس کا ثبوت کسی کتاب معتبر اہلسنت سے معہ نقل عبارت کے ضرور پیش
کرین کہ ہم اہل سنت کو کتب شیعہ سے کچھ سروکار نہین اور دعویٰ بلا دلیل موجب تفضیح اور
تذلیل ہے ؎ نگفتہ ندارد کسے با تو کار۔ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار۔ اور تصنیف کتاب ضخیم کا
حوالہ کہ ہم اس بارہ مین ایک بڑی کتاب لکھ رہے ہین جس سے اس دعویٰ کا ثبوت ظاہر
ہوگا ہرگز مفید نہین کہ اس حوالہ کو چھ ۶ ماہ کے قریب عرصہ گذر لیا ہے اور کچھ بھی اوسکا ظہور نہین

[1] پس مرزا صاحب نے جو بیہودہ کلمات رافضی وغیرہ کے جلکر کچھ جواب نہ ہو سکنے سے ہماری نسبت اپنے اخبار مطبوعہ ۲۴ نومبر
سنہ ۱۹۰۶ء مین لکھے ہین انکا یہ جواب خود اس کتاب مین پہلے سے موجود ہے جس سے مرزا صاحب کا لاجواب اور بے شرم اور فضول گو
ہونا ظاہر باہر ہے مگر قرآن کا حکم من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الاخرۃ اعمی واجب التصدیق ہے ۱۲ منہ

[2] اسکا جواب جو واجب تہا مرزا حیرت نے کچھ بھی نہ لکھا جس سے انکا لاجواب ہونا اور زک پانا ظاہر ہے ۱۲ منہ

ہوا جس سے یہ حوالہ بھی جیلہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ غالباً مثل اس دعوے بے اصل کے یہ حیلہ حوالہ بھی بے اصل ہے اور بالفرض اگر کچھ رطب و یابس تاویلات رکیکہ سے بعد مین پیش بھی کیا تو وہی مضمون (مُشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد) کا ہوگا کہ ضرورت اب ہے اگر کل نہین اسکا جزو ہی سہی شائع کر دینا چاہیے یا ضرورت کے موافق اوسکے کچھ مضامین اپنے اخبار مین ہی شائع کرنے شروع فرما دین جس سے مرزا صاحب کے حوارین کو کچھ تقویت تو ہو اور شہادت امام حسین عم کی شہادت ثابت کرنیکے واسطے پختہ ہو جاوین اور ندامت کا حجاب مُنہ پر سے اوٹھالیوین مگر کچھ ہو تو مرزا صاحب بھی اپنی لال کتاب نکالین وہان تو چپ و راست کی فضول قیل و قال کے سوا اصل مُدعیٰ سے مطلب ہی نہین - اور یہ لکھنا کہ قائلین شہادت کے پاس بھی ثبوت نہین ہے محض غلط ہے کہ اسکا ثبوت کتب معتبر حدیث مین موجود ہے اور مرزا صاحب اپنے دعوے کو عقلی وہمی احتمال سے ثابت نہین کر سکتے - کیونکہ یہ امر نقلی ہے بارہ سو برس کی بات عقلی احتمالات سے ثابت نہین ہو سکتی ہے اور تاریخات غیر قوم کا اعتبار نہین اور علیٰ ہذا جو کتب غیر مسلسل الروایۃ ہین خواہ وہ کسی درجہ کی ہون قابل اعتماد نہین تو کتب حدیث یا اسلامی تاریخ صحیح معتبر سے ثابت کرنا اس بات کا کہ جناب امام حسین عم شہید نہین ہوئے اور قسطنطنیہ چلے گئے تھے مرزا صاحب پر واجب ہے اور قول قائلین شہادت کا بقوت اجماع جمہور علمائے اہل اسلام خود قوی ہے اور اجماع ہی اُنکے واسطے حجت تام اور دلیل قوی ہے اور ظاہر ہے کہ اہل قول قدیم کے مقابلہ مین دلیل کا لانا اور ثبوت کا پیش کرنا اوسپر فرض ہے جو جدید دعوے کرے اور مخالفت جمہور پر آمادہ ہو چنانچہ بطور نظیر کہا جاتا ہے کہ اگر ایک زمین کسی کے قبضہ مین قدیم سے ہو تو حاکم عدالت کے نزدیک اوسکا قدیم قبضہ ہی اوسکے لئے حجت تام ہے اور جو اسکے مخالف اُس زمین کا دعوے کرے اُسپر حاکم عدالت کے روبرو اپنی

لہ مگر وہ کتاب ضخیم یا اوسکا کچھ حصہ جو کچھ وہ شائع کرین تا وقتیکہ مثل ہماری اوسپر تصدیق علمائے دین نہ لکھوالین شائع نکرین ورنہ ہرگز قابل التفات ہوگا اور اس سے خود غیر معتبر ہونا اوس تحریر مرزا صاحب کا جملہ اہل اسلام کو سمجھ لینا چاہیے ۱۲ منہ

ہمخیالان مرزا صاحب کے حال پر تعجب

سند کا پیش کرنا ضرور واجب ہوگا ورنہ دعوی اوس کا خارج ہوگا۔ نظر برین مرزا صاحب پر اپنے اس جدید دعوی کا ثبوت پیش کرنا واجب ہے نہ قائلین شہادت امام حسین عم پر اور سخت تعجب ہے ان حضرات ہمخیالان مرزا حیرت صاحب کے حال سے ہے کہ صرف یہ غلط گمان کر کے کہ کوئی اہل سنت مین سے بھی مرزا صاحب کی تحریرات کا جواب نہین دیتا تو معلوم ہوا کہ انکا جواب ہی نہین ہوسکتا ہے پس مرزا صاحب کی اس طمطراقی اور لسانی پر اپنا قدیم قول اہلسنت چھوڑ بیٹھے اور مرزا صاحب کے ہم عقیدہ ہوگئے کہ اگر انکا یہی تذبذب ہے تو کسی مخالف دین اسلام کے سامنے اگر ثبوت نبوت اور توحید خداوندی مین یہ عاجز ہوگئے اور اونہون نے یہ دیکھا کہ کوئی اہل اسلام مین سے جواب دینے پر آمادہ نہین ہوتا تو غالباً وہ نبوت پیغمبر خدا اور توحید خداوندی مین بھی ضرور مذبذب ہوکر دین اسلام سے ہی دست بردار ہوجائینگے۔

افسوس ہے کیا اتنا بھی نہین سمجھتے کہ جو امر واقعی اور مسلّم ہے وہ حجّت اور زبانی باتون کے استدلال پر موقوف نہین ہے اسیواسطے کہا گیا ہے ؎

پائے استدلالیان چوبین بود	پائے چوبین سخت بے تمکین بود

اور عوام اہل اسلام اگر دلائل عقلی اور کتب عقاید اور تفسیر و حدیث سے ثبوت ندے سکین تو اپنے ایمان سے ہرگز دست بردار نہین ہوسکتے ورنہ جسقدر عوام اہل اسلام ہین کسیکا انمین سے ایمان صحیح نہوگا اور چند کتابین اردو فارسی یا کچھ عربی زبان کے پڑھ لینے سے محقق عالم نہین ہوسکتے ہین ایسے اشخاص سب عوام مین ہی داخل ہین یہ خوبی اسی زمان جہالت نشان کی ہے کہ کتب درسیہ مروّجہ کے بغیر پڑھے ہوئے بلکہ کسی ایک علم کی بھی تکمیل نہ کئے ہوئے دعوے ہمہ دانی یا ذیل علما مین داخل ہونے کی خواہش ضرور رکہتے ہین سو اسی جہل مرکب سے ان خرابیون مین پڑتے ہین ؎

آنکس کہ نداند و بداند کہ نداند	در جہل مرکب ابد الدہر بماند

؎ کیونکہ وہ ثبوت کتابی پیش نہین کرسکتے ہین ۱۲

اور مرزا صاحب اگرچہ اپنی جودتِ طبع اور اپنے زورِ قلم سے بہزاد عرق ریزی شہادت امام حسین
عم کی خونریزی مین بخیال خود سُرخروئی حاصل کرنیکا دعوی کر رہے ہین مگر انصافًا اپنی فطرت
دلی سے حسب قول باری تعالی بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ - جب وہ پاس سخن
سے خالی ہو کر فکر کرتے ہونگے تو اُن کے دلمین یہہ شعر ضرور کھٹکتا ہوگا ؎

	از مکافاتِ عمل غافل مشو		گندم از گندم بروید جو ز جو

حضرت امام والا مقام پر الزام تولّی عن الزحف کا لگانا مرزا صاحب کا

کیونکہ اہلِ بیت خصوصًا ایسے امام والا مقام کی عالی شان مین خود بھاگ جانا معرکہ کربلا سے
اور اہل وعیال کو وہین چھوڑ جانا لکھکر بیغیرتی اور بزدلی کا الزام لگانا اور گناہ تولّی عن الزحف کا
اتہام ایسا نہین ہے جس سے بروز قیامت مرزا صاحب اور اُنکے ہمخیال اشخاص امام عم کے جدّ
مکرم پیغمبر خدا شفیع خلایق صلی اللہ علیہ وسلم کو مُنہ دکھانے کے بھی قابل رہین - نعوذ باللہ منہ - لہذا ہم
مرزا صاحب اور اُنکے معتقدین کی اس بیباکی پر خود افسوس کرتے ہین کہ کیون ایسی فضول بات
سے دین و دنیا مین بدنام اور ناکام ہوئے سچ ہے ؎

بدنامی اور ناکامی مرزا صاحب کی معہ اپنے ہمخیالان کے

	چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد		میلش اندر طعنہ پاکان برد

اور تعجب ہے کہ اس چودہوین صدی مین اتنی مدت کے بعد خاص مرزا صاحب کو ہی یہہ انکار شہادت
امام حسین عم کا مسئلہ منکشف ہوا اور آجتک مرزا صاحب سے پہلے علمائے باوقار اور فضلائے
نامدار مثل علامہ التفتازانی رح اور سید شریف جرجانی رح اور امام فخر الدین رازی رح اور امام غزالی رح
اور علامہ عضدی رح اور بزدوی رح اور ملا علی قاری رح اور جلال الدین سیوطی رح وغیرہ اور متاخرین مین حضرت
شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رح اور شاہ ولی اللہ صاحب رح اور شاہ عبد العزیز صاحب محدث
دہلوی رح مؤلف تحفہ اثنا عشریہ مناظر شیعہ وغیرہم مین کسیکو یہہ تحقیق حاصل نہوئی جو آج مرزا صاحب
کو حاصل ہوئی ہے جسکے یہہ مرزا صاحب ہی حسب شعر ؎

دیگر علمائے نامدار کو انکار شہادت کا مسئلہ نہ منکشف ہونا اور خاص مرزا صاحب کو ہی سوجھنا۔

	این سعادت بزور بازو نیست		تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جناب کبریائی سے موافق اپنے زعم فاسد کے مستحق قرار دئے گئے ہین - مولانا شاہ عبد العزیز

صاحب کو بھی باوجود اکثر مناظر رہنے شیعہ کے اس انکار شہادت امام عم کی حجت تعزیہ پرستی کی ممانعت مین کبھی نہ سوجھی کہ صاف لکھدیتے کہ امام عم شہید ہی نہین ہوئے۔ یہہ عزاداری کس لئے ہے۔ پس مرزا صاحب کی جودت طبعی اور طراری اگلے پچھلے علما سب سے بڑھگئی مگر یہہ ترقی معکوس ہو کر ایسے تنزل تک پھونچ گئی ہے کہ قیامت کو اُنکی روسیاہی کا جسمین قوی اندیشہ اور پیغمبر خدا صلعم کے سامنے مُنہ دکھانے کے قابل نہ رہنے کا خرخشہ غالب ہے اور آپ تو آپ مرزا صاحب کے جو ہمخیال باوجود مرزا صاحب کے ابھی تک کوئی ثبوت پیش نکرنیکے غائبانہ ایمان مرزا صاحب پر لا کر یُؤمِنُونَ بِالْغَیْبِ مین داخل ہوگئے ہین۔ وہ بھی مرزا صاحب کے ساتھ اسی ترقی معکوس کے بوجہ اتباع مرزا صاحب کے ضرور مستحق ہین کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ[1] حدیث مشہور ہے۔ اور غالباً مرزا صاحب جب شہادت جہریہ امام حسین عم کا انکار کرتے ہین تو شہادت سریہ امام حسین عم کا کب اقرار کرتے ہونگے اُن روایات شہادت سریہ مین بھی ضرور اُنکو کلام ہوگا۔ جس سے وہ حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام دونون کے منکر فضیلت شہادت قرار دیئے جائینگے اور انکار اُنکی فضیلت حقہ کا کرنا بھی ایک قسم کا اُن سے بُغض رکھنا ہے تو حدیث مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ کے جملہ اخیرہ مین داخل ہونے کا خطرہ مرزا صاحب کی طرف ضرور ہوسکتا ہے اور الزام فرار عن المعرکہ وغیرہ کا جو پیشتر مرزا صاحب کے قول سے مذکور ہوچکا ہے زیادہ تراسی کا موجب ہے اور معتقدین قول مرزا صاحب کے بھی مرزا صاحب کے ساتھ ضرور ہونگے خواہ مرزا صاحب کسی حیرت منزل[2] مین پھونچین۔ اسلئے حسب مضمون العاقل تکفیہ الاشارہ مرزا صاحب کو خود ہی تعصب اور اصرار بیجا کو چھوڑ کر اس انجام کو سوچ لینا چاہیے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ اور یہہ کہنا کہ جو قائل شہادت کا ہے وہ آیت وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ کا مخالف امام والا مقام کو بنا کر خود جملہ اخیرہ حدیث مذکور کا مصداق بننا چاہتا ہے

بخیال الاختصار مرزا صاحب کا حال

بعزاے حسین

[1] آدمی اُسکے ساتھ ہے جسکو دوست رکھے ۱۲ [2] مرزا صاحب نے دہلی مین ایک مکان بنایا ہو سنا گیا ہے کہ اسکا نام حیرت منزل رکھا ہے اس مناسبت سے یہہ لفظ لکھا گیا ہے ۱۲ منہ

غلط ہے کیونکہ قائلینِ شہادت کا قول اجماعی ہے جو اہل حدیث اور علمائے محققین دین کے موافق ہے اور یدُ اللہ علی الجماعۃ کی حدیث سے اُنپر خدا کی رحمت کا ہاتھ ہونا ثابت ہے اور جسپر خدا کی رحمت کا ہاتھ ہوگا اوسپر رسول خدا کی رحمت کا ہاتھ پہلے ہوگا - اور حدیث ید اللہ علی الجماعۃ خود آنحضرت صلعم کی ہی فرمائی ہوئی ہے تو وہ جملۂ اخیرہ مذکورہ کے مصداق کسطرح ہو سکتے ہین اور روایت مذکور کے متعلق تحقیق آگے بھی آتی ہے جس سے کامل اطمینان حاصل ہو جائیگا - اب مرزا صاحب کی خدمت مین یہ عرض ہے کہ اپنے دعوی کا ثبوت اہل سُنّت کی کسی معتبر کتاب سے معہ نقل عبارت اخبار مین درج فرمادین مگر ایسی کتاب ہو جو یہان میسر بھی نہ آسکے کر کوئی فرضی لال کتب غیر مشہور اور غیر میسر ہوگی تو اوس کا حوالہ دینا بے فائدہ ہوگا -

اب ہم اپنے دعوی ثبوت شہادت امام حسین علیہ السلام کے متعلق روایات صحیحہ کتب حدیث معتبرہ موجودہ کے حوالے سے ذیل مین درج کرتے ہین - حضرات ناظرین غور سے ملاحظہ فرمادین اور نظر انصاف سے دیکھین کہ تعصب اور انکار کی نظر سے پھول بھی مثل خار کے آنکھون مین خلش کرنے لگتا ہے ؎

نور گیتی فروز چشمۂ ہور		زشت باشد بچشم موشک کور	

ثبوت اول واقعہ شہادت امام حسین عم واضح ہو کہ بخاری شریف مطبوعہ مطبع احمدی کے صفحہ ۵۳۰ مناقب الحسنؑ والحسینؑ مین تحقیق شہادت امام عم کے ثبوت مین یہ حدیث ذیل موجود ہے جو معہ سند کے یہان ذکر کیجاتی ہے -

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ قَالَ اُتِیَ عُبَیْدُ اللهِ بْنُ زِیَادٍ بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ فَجُعِلَ فِیْ طَسْتٍ فَجَعَلَ یَنْکُتُ وَقَالَ فِیْ حُسْنِهٖ شَیْئًا فَقَالَ اَنَسٌ کَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ ٭

ثبوت اول

یعنی صاحب بخاری محمد بن اسمعیل رح فرماتے ہین کہ ہم سے حدیث بیان کی محمد بن حسین بن ابراہیم
نے (جو عامری بغدادی تھے) اور انھون نے کہا کہ ہم سے یہہ حدیث بیان کی حسین بن محمد
نے اور انھون نے کہا کہ ہمسے بیان کیا اس حدیث کو جریر نے اور وہ روایت کرتے ہین محمد
بن سیرین سے اور وہ روایت کرتے ہین انس بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ فرماتے
تھے کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس (جو یزید کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا اور اکثر عام آدمی اوسکو
عبید اللہ بن زیاد یا ابن زیاد کہتے ہین) امام حسین عم کا سر مبارک مقام کربلا سے لایا گیا اور
ایک طشت مین اوسکے سامنے رکہا گیا تو وہ ایک لکڑی سے جو اوسکے ہاتھ مین تھی تحقیراً آپکے
سر مبارک کو چوکنے لگا۔ اور ایک روایت مین ہے ترمذی کی کہ اسنے وہ لکڑی آپ کی
بینی مبارک پر رکھی اور آپ کے حسن کی بابت کچھ کہا تو حضرت انس رض فرماتے ہین کہ مینے
اوسکو تنبیہ کی اور کہا کہ یہہ سب سے زیادہ حسن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور
اوس وقت امام حسین عم کے سر اور داڑھی کے بال وسمہ کئے ہوئے تھے۔ یہہ ترجمہ اس
حدیث کا ہے جس سے امام حسین عم کے سر مبارک کا بعد شہادت کے عبید اللہ بن زیاد
شقاوت بنیاد کے پاس لایا جانا اور حضرت انس صحابی رض کا اوس کی بے ادبی اور گستاخی
پر کہ وہ تحقیراً سر مبارک کو چوکتا تھا اوسکو تنبیہ کرنا صراحتہً ثابت ہوتا ہے تو اب مرزا
صاحب سے دریافت طلب ہے کہ جب وہ شہید ہی نہین ہوئے اور کربلا سے قسطنطنیہ
تشریف لے گئے تھے تو یہہ سر مبارک امام حسین عم کا لایا جانا وہان پر کسطرح ہوا۔ جو بشہادت
حضرت انس رض صحابی جلیل القدر کے ثابت ہے اور اس کی سند بھی قوی ہے اور کتاب

لہ یہان مرزا حیرت صاحب نے ہمپر الزام تحریف معنی کا اپنی تحریر مین لگایا ہے کہ لفظ امام اور کربلا کا حدیث مین نہین ہے تو یہ جملہ اتی براس الحسین کے
ترجمہ مین انکے زعم فاسد مین تحریف ہے اور مطلب نکلتا ہے کہ لفظ الحسین حدیث انس رض مین مطلق ہے کہ لفظ امام الحسین نہین ہے پس ممکن ہے کہ کسی دوسرے
شخص حسین نام کا سر لایا گیا ہو۔ سو یہہ الزام مرزا صاحب کا لغو ہے جو اہل علم کے نزدیک بےعلمی اور بی سمجھی مرزا صاحب پر دال ہے کیونکہ بعد اس جملہ
کے حدیث انس رض مین کان اشبہہم برسول اللہ بھی موجود ہے یعنی وہ حسین سب سے زیادہ مشابہ رسول خدا کے تھے تو کیا کوئی دوسرا شخص حسین نام
اس وصف اشبہ برسول ہونے سے موصوف تہا پس معلوم ہوا کہ مراد حدیث مین خاص امام حسین عم ہی ہین تو لفظ امام تعظیما اور لفظ کربلا
تشریح مطلب کے واسطے لکھا گیا ہے اور تحریف کا الزام خود مرزا صاحب کی طرف اس صورت مین عاید ہے کہ لفظ الحسین سے غیر نواسہ
رسول عم مراد رکھتے ہین اور مفصل جواب اسکا ضمیمہ کتاب ہذا مسمی بہ تردید ہذیانات مرزا حیرت مین ہے ۱۲ منہ

بخاری شریف مین جو اصح الکتب اہل حدیث کے نزدیک مسلّم ہے مذکور ہے پس اس معتبر حدیث ہی
مرزا صاحب کے دعوی مذکور کا غلط ہونا ثابت ہوگیا اور ثبوت شہادت امام حسین عم مین کیطرح کا
شک اور تردد نہ رہا۔

اور مرزا صاحب کا بخاری شریف کی اس حدیث پر یہہ اعتراض کرنا کہ انس رض جیسے جلیل القدر صحابی عبید اللہ[1]
بن زیاد ظالم کے پاس کیون جاتے۔ صاحب بخاری نے بلا تحقیق صرف شہرت پر یہہ روایت کردی
ہے۔ محض لغو اور غلط ہے کہ ایسا بڑا محقق شخص جو بلاد عرب و عجم مین امام حدیث مسلّم الثبوت ہے
وہ بلا تحقیق روایت اپنی اس کتاب صحیح مین جسکی کمال صحت کا اسنے التزام کیا ہے کسطرح
بیان کردیتا ورنہ بحکم اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کتب حدیث سے جو احکام نماز و روزہ
وغیرہ مثلاً تعداد رکعات نماز اور دیگر واجبات نماز وغیرہ احکام دین اسلام جو قرآن شریف سے
نہ صراحۃً ثابت ہین نہ اشارۃً سب مین کلام ہوگا اور بنیاد احکام اسلام بلکہ اصول مذہب
اسلام کا ضعیف ہونا لازم آئیگا واللازم باطل فکذا الملزوم۔ اور یہہ کہان سے معلوم ہوا کہ
حضرت انس رض صحابی ابن زیاد ظالم سے ملنے کو تشریف لیگئے تھے یا پہلے سے اُس کے مصاحب
بنے ہوئے تھے۔ یہہ اس حدیث سے ہرگز نہین معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ جب سر مبارک امام حسین
عم کے آنے کا شور کوفہ مین ہوا تو وہ بیچارے بھی ایسے شدید صدمہ سے بے تاب ہوکر لغرض
زیارت سر مبارک وہان چلے گئے تھے۔ اور تا مقدور حق بات کے کہنے سے باز نہ رہے کہ یہہ وہ
شاندار عترت رسول مین سے ہین جو حسن مین مشابہ آنحضرت صلعم کے سب سے زیادہ تھے جس سے غرض
اُس ظالم کے تنبیہ کرنے اور شرمانے اور ذلیل کرنے کی تھی اور اس سے زیادہ وہ ایک حاکم ظالم صاحب
لشکر جرار کے مقابلہ مین کیا کرسکتے تھے کہ مرزا صاحب کا نادانی سے یہ لکھتے ہین کہ حضرت انس رض نے بس اتنی
ہی بات کہی اور کچھ نکیا۔ یہہ بات بھی انھون نے اپنی طرف سے ہاتھ دہو کر کہی تھی جس سے
اونکی کمال شجاعت اور استقامت ظاہر ہے اس زمانہ مین بہت سے عیسائی اور آریہ آنحضرت

جواب اعتراض مرزا صاحب

[1] اسکو مرزا صاحب نقلی جواب کہتے ہین مانتے اور نہ سمجھتے ہین اب کو خود بھی کسی بات کا جواب جو اونکی بیچ ہے ۱۲ منہ

[1] جسکی عبارت اصلی غالباً یہہ ہے کہ انس جیسے صحابی ابن زیاد ظالم کے پاس کیون جاتے صاحب بخاری نے یہ حدیث سنی سنائی لکھدی ہے ۱۲

صلعم کی ہی شان والا مین صدہا گستاخیان کرتے ہین اور سخت مذمت سے پیش آتے ہین چنانچہ ابھی ایک رسالہ بنام ترک اسلام بفتح تا آریون کی طرف سے قرآن شریف کی مذمت مین شائع ہوا ہے۔ غالباً مرزا صاحب کو بھی ان حرکات عیسائیون اور فرقہ آریہ کی ضرور خبر ہوگی مگر خاموشی کے سوا کچھہ بھی مرزا صاحب سے نہین ہوسکتا حالانکہ یہہ عیسائی اور آریہ کچھہ لشکر اور زور بھی نہین رکھتے اور سرکاری گورنمنٹی قانون عدالت سے انکی جوابدہی اور پاداش توہین مذہبی کی تدبیر کرنے کی ممانعت بھی نہین ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کو اپنی رعایا مین سب سے نسبت برابر ہے اور قانون عدالت سب کے واسطے برابر رکھا ہے تو مرزا صاحب کو یہان کچھہ جرات مذہبی نہین آتی اور حدیث بخاری پر فضول اعتراض کرنے اور عام مسلمانون کو اپنی مذہبی کتاب سے بدظن اور متردد بنانیکے لئے باتین بنائی آتی ہین۔ نعوذ باللہ منہ ایسے مسلمان نام کا قول جو اپنی قوم اہل اسلام کے مخالف ہو اور پیشوایان دین کی مخالفت کرے ہرگز قابل اعتبار اور اعتماد کے نہین ہے اور اگر حسب قول مرزا صاحب کے کتاب بخاری شریف کے مولف بے تحقیق احادیث بھی نقل کرتے ہین تو جملہ احکام دین[٥] اسلام مین جنکا مرجع کتب احادیث کی طرف استنباط مین ہے شک اور تردد واقع ہوگا اور اصول اور فروع دینیات مین ضعف ثبوت لازم آئیگا کہ جب اصل حدیث ہی ثابت نہین ہے اور اوسپر اعتماد نہین ہوسکتا تو فرع پر کس طرح اعتماد اور یقین ہوگا جس سے اکثر ضروریات دین کا ساقط الاعتبار ہونا مرزا صاحب کی اس تحریر سے لازم آئیگا۔ اور غیر اقوام کا اعتراض ضعف احکام دین اسلام بلاشک عاید ہوگا جس سے مرزا صاحب کو سرنگون ہونے کے سوا کچھہ جواب نہ آئیگا اور اگر جواب ہے تو مرزا صاحب فوراً یہی تحریر فرمادین کہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ثبوت بہیئت اجتماعی قرآن کی کون سی آیت سے ہے کہ زبان سے جب تک خاص یہہ کلمہ بہیئت کذائی ہذا نکہا جائیگا یا صبح کی نماز کی دو رکعت کی فرضیت کا مثلاً قائل نہوگا تو مسلمان نہوگا یہہ سب باتین کتب حدیث سے ہی ثابت ہین جنمین اول درجہ صحیح بخاری

آریون کے مقابلہ پر خاموشی مرزا صاحب کی اور باہم مسلمانون مین تفرقہ ڈالنا

عدم ممانعت قانون عدالت سرکار گورنمنٹ

ہر ملت و قوم کو اپنے مذہب کی حمایت کا اختیار ہے

[٥] یہہ مکرر مضمون بغرض تاکید اور تنبیہ مرزا صاحب کے ہے ١٢ منہ

شریف کا صحت مین ہی اور جب مرزا صاحب نے احتمال بلا تحقیق ہونے احادیث بخاری شریف کا
نکال دیا تو جملہ کتب احادیث مین یہ احتمال پیدا ہوگیا اور اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال مسلّم ہے
پس مرزا صاحب اب مسلمانون مین برائے نام اپنے کو شامل کرکے احکام اسلام کے غیر معتبر کہنے والون مین
ہوگئے اسواسطے ایسے شخص کی تحریر و تقریر سے بمراحل دور رہنا اور تنفر کرنا واجب ہوا سے

اِذَا لَمْ یُسَالِمْکَ الزَّمَانُ فَحَارِبْ	وَبَاعِدْ اِذَا لَمْ تَنْتَفِعْ بِالْاَقَارِبْ

مرزا صاحب کی تحریرات سے نفرت واجب ہے۔

ثبوت دوم

کتاب بخاری شریف کے باب منقبت الحسن والحسین مین ہی ایک دوسری حدیث عبد اللہ بن
عمرؓ کی موجود ہے جس سے ثبوت شہادت امام حسین ؑ واضح طور پر سمجھا جاتا ہے اور اُسی مین
وہ شبہ مرزا صاحب کا بھی جو حضرت انسؓ صحابی کے عبد اللہ بن زیاد ظالم کے پاس جانے
کا کیا ہے حالانکہ وہ شبہ بھی محض لچر اور بے اصل ہی نہین ہو سکتا جیسا کہ اہل فہم پر ظاہر
ہے۔ حدیث مذکور یہ ہے۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ
قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ یَعْقُوْبَ قَالَ سَمِعْتُ بْنَ اَبِیْ نُعْمٍ
قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَؓ وَسَاَلَہٗ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ یَقْتُلُ الذُّبَابَ
فَقَالَ اَھْلُ الْعِرَاقِ یَسْئَلُوْنَ عَنْ قَتْلِ الذُّبَابِ قَدْ قَتَلُوْا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم
یعنی صاحب بخاری محمد بن اسمٰعیلؒ فرماتے ہین کہ مجھسے محمد بن بشار نے اور اُن سے غُندر
نے اور اُن سے شعبہ نے اور اُن سے محمد بن ابی یعقوب نے حدیث کی ہے کہ اونھون نے فرمایا
کہ مین نے ابن ابی نُعم کو سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے سُنا عبد اللہ بن عمرؓ صحابی کو
(جو حضرت عمر بن الخطابؓ کے بیٹے تھے) جبکہ اُن سے کسی شخص نے اہل عراق مین سے احرام
کرنیوالے کی نسبت مکھی مارنے کو پوچھا کہ بھی اوسکو جائز ہے یا نہین تو حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے
فرمایا کہ اہل عراق محرم کے واسطے مکھی مارنے کا جائز یا ناجائز ہونا تو دریافت کرتے ہین اور
اس سے اپنا تقویٰ ظاہر کرتے ہین اور نواسہ رسول اللہ یعنی امام حسین ؑ کو جو انہون نے

۶ ... حدیث انسؓ ... امام حسین ... دوسرا شخص حسین نام ...

قتل کردیا اوسکی کچھ پرواہ نہ کی۔ یہہ اس حدیث کا مضمون ہے۔

اب ناظرین انصافاً غور کرین کہ اس سے زیادہ ثبوت شہادت امام حسین عم کا کتب حدیث معتمد سے کیا ہو سکتا ہے کہ اسمین صاف لفظ وَ قَدْ قَتَلُوْا ابن بنت رسول اللہ صلعم) موجود ہے اور یہہ حدیث پوری سند صحیح سے مذکور ہے اور ظلماً مقتول ہونا باتفاق موجب شہادت ہے اور یہہ شبہہ کرنا کہ لفظ ابن بنت رسول اللہ سے مراد امام حسن رض بھی ہو سکتے ہین محض غلط ہے کیونکہ امام حسن رض کو کسی نے قتل نہین کیا تھا اور زہر دینے کا نام قتل نہین ہے کہ کوئی اہل عقل اوسکو قتل نہین کہہ سکتا ہے اور کرمانی شارح بخاری شریف نے اس حدیث کے مضمون مین یہ صریح تشریح کردی ہے (والمعنی اَنَّهُمْ يُظْهِرُوْنَ كَمَالَ عَادِيَةِ التَّقْوٰى وَقَدْ كَانُوْا اجْتَرَؤُا عَلٰى قَتْلِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ اور اسیطرح دیگر شراح حدیث مذکور نے لکھا ہے چنانچہ کتاب الخیر الجاری شرح صحیح البخاری مین یہہ عبارت حدیث انس رض کے متعلق موجود ہے۔ (عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ كَانَ اَمِيْرَ الْكُوْفَةِ مِنْ جِهَةِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَقُتِلَ الْحُسَيْنُ فِیْ اِمَارَتِهٖ كَذَا فِی الْفَتْحِ) یعنی ابن زیاد کوفہ کا حاکم یزید بن معاویہ کی طرف سے تھا اور امام حسین رض اوسکی ہی حکومت مین قتل کیے گئے اور اسمین حوالہ دوسری شرح فتح الباری کا بھی موجود ہے کہ اوس مین بھی یہی لکھا ہے تو اب مرزا صاحب کا وہی مرغی کی ایک ٹانگ گائے جانا کہ امام حسین عم شہید نہین ہوئے اور قسطنطنیہ مین کربلا سے چلے گئے تھے دیدہ ودانستہ حق بات کا مقابلہ کرنا اور آفتاب پر خاک ڈالنا ہے جس سے خاک ڈالنے والے کا ہی منہ خاک آلود ہوتا ہے۔ اور یہہ تاویل کرنا کہ حدیث عبد اللہ بن عمر رض مین مراد ابن بنت رسول اللہ سے امام حسن رض ہین مخالفت تمام شارحین حدیث کی

ل۵ کہ کتاب صحیح بخاری کی احادیث کی تشریح جو اوسکے شارحین مثل صاحب کرمانی اور الخیر الجاری اور فتح الباری وغیرہ نے بخوبی کی ہے اس سے صاف شہید ہونا جناب امام حسین عم کا صراحۃً ثابت ہے تو اب ان روایات کتب معتمدہ کا جواب مرزا صاحب کو روایات کتب معتمدہ اہلسنت سے ہی دینا واجب ہے ورنہ انکا زک پانا اور لاجواب ہونا ظاہر ہے اور محض فضول اور بیہودہ تحریرات اخبار سے بلا حوالہ معتبر کتاب اور تصدیق علمائے دین کے جواب دینا قابل اعتبار نہین ہے ۱۲ منہ

ل۵ یہان لفظ حسین بن علی موجود ہے مرزا جیرت کی آنکھ افسوس ہے کہ ان صریح اقوال متقدمین مقبولین سے بند ہے ۱۲ منہ

[illegible]

سند کرمانی شرح صحیح بخاری

سند کتاب الخیر الجاری شرح صحیح بخاری

اور بداہت عقل کی ہے جس سے عذر گناہ بدتر از گناہ کا مضمون لازم آتا ہے اور ایسی ضد اور اصرار سے مرزا صاحب اور اُن کے ہمخیالان حیرتی مذہب پر کسی کے یہہ چند اشعار خوب صادق آتے ہین ؎

ہین سمائے ہوئے جو دلمین خیال — ہے تصوّر بھی خلاف انکے محال
ہم سمجھتے نہین سمجھانے سے — اور اولجھہ جاتے ہین سلجھانیسے
حق وہی ہے جسے حق جان لیا — سچ وہی ہے جسے سچ مان لیا
ذات باری کو نہین جیسے زوال — رائے اپنی بھی بدلنی ہے محال

تو اب مرزا صاحب اور اونکے حواریین سے توقع اتّباع حق کی فضول ہے کہ مرزا صاحب اپنے ہی دعوے پر مُصر ہو کر نور کو ظلمت اور ظلمت کو نور ہی برابر بتائے جائینگے اور جب حیرت کا مادّہ ہی ظلمت ہے تو مقتضائے طبیعت کا بدلنا دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ وہ ضرور دوسرون کو اسی پر آمادہ کرینگے جیسا کہ کسینے کہا ہے ؎

ہم اندہیرے کو اگر کہتے ہین نور — دوستونکو یہی کہنا ہے ضرور
جائے ایمان تو بلا سے جائے — بات اپنی نہ بگڑنے پائے
دوزخ ہو جائے ٹہکانا تو کیا — پر جو ہے بات وہ بگڑے نہ ذرا
کوہ ہٹ جائے تو ہے یہہ ممکن — ہم ہٹینگے نہ جگہہ سے لیکن

ثبوت سوم

یہہ ہے کہ جو حدیث کتاب صحیح بخاری شریف کی بروایت حضرت انس بن مالک رضؓ مذکور ہوئی ہے وہ کتاب ترمذی شریف مین بھی موجود ہے جو حدیث شریف کی معتبر کتاب ہے اور صاحب ترمذی شریف نے اُس حدیث کو صحیح اور حسن لکھا ہے جس سے مرزا صاحب کا وہم مذکور عدم صحت حدیث مذکور کا ایسے کامل محدث نقاد حدیث کی توثیق سے بالکل دفع ہو گیا ہاں اگر یہہ کہدین کہ یہہ بھی کسی غالی شیعی کی ہی کارسازی ہے تو مرزا صاحب

لہ پس مرزا جی صاحب کا یہ لکھنا کہ صاحب بخاری نے حدیث انس کو نہیں سنکے اپنی کتاب مین لکھہ دیا ہے محض غلط ہے اور بعد معلوم ہو جانے کے بھی اگر وہ اصرار اپنے باطل قول پر ہی کرین تو اس سے انکی بیدینی ضرور ثابت ہوگی کیونکہ وہ منکر کتب حدیث مثل بخاری اور ترمذی کے ہین و معہذا ترجمہ بخاری شریف کا مرتب کرایا ہے جس سے اسکا غیر معتبر ہونا ظاہر ہے ۱۲ منہ

کی زبان کا اور اونکے قلم کا روکنا ہماری طاقت سے باہر ہے مگر بحکم الحق یعلو ولا یعلی حق بات کا ظہور خاص و عام اہل اسلام پر ضرور ہو گیا ہے جس سے مرزا صاحب کے اس بے اصل وعوے کا لچر اور محض غلط ہونا سب پر آشکارا - بلکہ اظہر من الشمس ہے -

ثبوت چہارم متعلق بہ پیشین گوئی

شہادت امام حسین عم

یہہ پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درباب شہادت امام حسین عم آپ کے زمانہ حیات اور نبوت اور حالت بیداری کی بواسطہ جبرئیل عم کے ہے کہ کتاب مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۵۷۲ مین بروایت حضرت اُم الفضل رض موجود ہے جو زوجہ حضرت عباس بن عبد المطلب رض اور آنحضرت صلعم کی چچی تہین تو مرزا صاحب کا یہہ کہنا کہ اس پیشین گوئی کی خبر گھر والون ہین سے کسیکو نہین ہوئی اور صحابہ رض سب اس سے بے علم رہے محض غلط ہے کہ حضرت علی رض سے بھی یہہ روایت آگے مذکور ہوگی - روایت حضرت اُم الفضل رض یہہ ہے -

عن اُمّ الفضل رض بنتِ الحارث اَنّھا دخلت علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ اِنّی رأیتُ حلماً منکراً اللیلۃ - قال وما ھو - قالت اِنّہ شدید قال وما ھو قالت رأیتُ کاَنّ قطعۃً من جسدک قُطعت ووُضعت فی حجری فقال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رأیتِ خیراً تلد فاطمۃ اِن شاء اللہ تعالیٰ غلاماً یکون فی حجرک - فولدت فاطمۃ الحسین فکان فی حجری کما قال رسول اللہ صلعم - فدخلت یوماً علیٰ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم فوضعتہ فی حجرہ ثمّ کانت منّی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھریقان الدّموع - قالت فقلت یا نبیّ اللہ بابی انت واُمّی مالک قال اتانی جبرئیل علیہ السّلام فاخبرنی انّ اُمّتی ستقتل ابنی ھذا فقلت

ہ جیسے حضرت ام الفضل سے ہے اور عائشہ رض سے بھی مروی ہے کما فی کتاب ماثبت من السنۃ فی ایام السنۃ ۱۲ منہ

روایت حضرت ام الفضل رض

هٰذَا قَالَ نَعَمْ وَاَتَانِیْ بِتُرْبَةٍ حَمْرَاءَ - رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ -

ترجمہ - حضرت اُمّ الفضل حارث کی بیٹی سے رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت ہے کہ وہ کہتی ہین کہ مین آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئی اور مینے عرض کیا کہ حضرت مین نے آج رات کو ایک مکروہ خواب دیکھا ہے آپنے فرمایا وہ کیا ہے مین نے عرض کیا کہ وہ بہت مکروہ خواب ہے جسکا ذکر کرنا بھی مکروہ معلوم ہوتا ہے - آپ نے فرمایا بیان کرو وہ کیا خواب ہے - مینے عرض کیا کہ خواب مین مینے یہہ دیکھا ہے کہ آپکے بدن مبارک کا ایک ٹکڑا قطع ہوکر میری گود مین رکھا گیا ہے آپنے فرمایا کہ تمنے یہہ خواب اچھا دیکھا ہے فکر کی بات نہین انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب فاطمہ کے لڑکا پیدا ہوگا وہ تمہاری گود مین رکھا جائیگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فاطمہؓ کے لڑکا پیدا ہوا جسکا نام حسین ہے اور وہ میری گود مین رکھا گیا جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا - پھر ایک روز مین اُس لڑکے کو لیکر آنحضرت صلعم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوئی اور اوس لڑکے کو مین نے آپ کی گود مین رکھدیا پھر یکایک جو میری نظر حضور انور صلعم کے چہرہ مُبارک پر پڑی تو مینے دیکھا کہ آپ کی دونون آنکھون سے آنسو جاری ہین یہہ کیفیت دیکھکر مین نے عرض کیا حضرت میرے مان باپ آپ پر قربان ہون یہہ کیا حال ہے - آپنے فرمایا کہ ابھی میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہہ خبر دی ہے کہ میری اس بچہ کو میری اُمت قتل کریگی - یہہ سُنکر مین نے جبرئیل عم سے پھر کہا کہ کیا ایسا ہی ہوگا جبرئیل نے کہا کہ ہان بلاشک اسیطرح ہوگا اور جبرئیل نے سُرخ مٹی اُس جگہہ کی لاکر مجکو دی -

اس حدیث کو بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ مین لکھا ہے - یہہ ترجمہ اس کا ہوا اب حضرات ناظرین انصافاً کہدین کہ یہہ بشارت آنحضرت صلعم کی درباب شہادت حضرت امام حسین عم آپ کے زمانۂ نبوت اور حالت بیداری کی بواسطہ جبرئیل عم کے ہے یا نہین تعجب ہے

کہ ایک صاحب ہم خیالان مرزا صاحب سے فرمانے لگے کہ یہہ تو خواب کا قصہ ہے مین نے کہا
کہ جو بشارت شہادت امام حسین عم کی اسمین ہے وہ حضرت اُمّ الفضل رض کی خواب
کا قصہ نہین ہے بلکہ اوس خواب کی تعبیر دینے کے بعد کا ذکر ہے کہ وہ خواب دیکھنے کے
بعد حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئین اور اپنا خواب بیان کیا اسکے بعد حضرت امام حسین
عم پیدا ہوئے اور حضرت اُمّ الفضل رض کی گود مین رکھے گئے پھر وہ ایک روز آنحضرت خدمت مین
لائین اور آپ کی گود مین اُن کو رکھدیا اور آپ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے
اور اس کا سبب جبرئیل عم کا آنا اور خبر شہادت امام حسین عم کا دینا اور مقام کربلا کی سُرخ
مٹی کا لانا۔ آنحضرت صلعم نے بحالت بیداری فرمایا ہے یہہ سب خواب کا قصہ نہین ہے
یہہ سُنکر بھی اُنکو تردد ہی رہا اگرچہ جواب بھی کچھ ندے سکے اور سُرخ مٹی کا ذکر جو حدیث مین
آیا ہے اُسکی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ وہان کی مٹی سُرخ ہی ہو گی کہ بعض جگہہ کی مٹی سُرخ
ہوتی ہے یا قدرتِ خداوندی سے جبرئیل عم کے ہاتھ مین آکر وہ سُرخ رنگ ہو گئی جس سے
اس واقعہ شہادت کی ایک نوع کی شہادت وہ مٹی بھی دے رہی تھی۔ الغرض روایات
حدیث مین بے سوچے سمجھے اپنی بات کے قایم رکھنے کو فضول توہمات نکال کر امر واقعی کا
انکار کرنا محض تعصب اور دہاندلی ہے اور یہہ کہنا کہ صاحب مشکوٰۃ نے اس کی پوری سند
نہین بیان کی اس کا جواب یہہ ہے کہ صاحب مشکوٰۃ اہلِ حدیث مین معتبر ہے اور جب

جواب اعتراض

وہ دوسری کتاب معتبر کا حوالہ دیتا ہے اور اوسمین سند موجود ہے تو اسنے اگرچہ بلحاظ اختصار
سند کو نہین بیان کیا مگر یہہ حوالہ دیدینا ایسا ہی ہے کہ گویا اُسنے پوری سند بیان کر دی
چنانچہ حضرت انس رض کی حدیث بحوالہ البخاری شریف مشکوٰۃ مین بھی موجود ہے جسکی پوری سند
بخاری مین موجود ہے اور ہمنے اوسکو پیشتر ذکر کیا ہے اور بیہقی حدیث مین ایسا معتبر ہے
کہ امام المحدثین کہلاتا ہے اور کتاب دلائل النبوۃ اوسکی موجود ہے اوسمین دیکھ لینا چاہئے اور
اگر اسپر بھی طبیعت مین شبہہ ہی ہے تو محض لچر اور فضول بے ٹھکانہ باتون کا کچھ علاج نہین

کہ جسکی طبیعت مین انکار سرشتی ہے اور ظلمت جبلی رکھی گئی ہے وہ آفتاب لنصف النہار سے بھی زوال پذیر نہین ے

روشن کہ چنین بے بصر و کور شود	خفاش کہ در خانۂ خورشید رود

ثبوت پنجم متعلق بہ پیشین گوئی

شہادت امام حسین علیہ السلام

کتاب مَاثَبَتَ مِنَ السُّنَّہ فِی اَیَّامَ السَّنَہ مؤلفہ حضرت فاضل اجل کامل اکمل محدث مشہور و مُسلّم دیار عرب و عجم مولانا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مین ہے عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْنِیَ الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بَعْدِیْ بِاَرْضِ الطَّفِ لہ وَجَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ بِھٰذِہِ التُّرْبَۃِ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ فِیْھَا مَضْجَعَہٗ رَوَاہُ اِبْنُ سَعْدٍ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ۔

لہ طف ساحل فرات کو کہتے ہین ۱۲

ترجمہ۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اونہون نے کہا کہ جناب پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ بے شک میرا بیٹا حسین رض میرے بعد زمین طف مین کہ مراد اس سے ساحل فرات ہے قتل کیا جائیگا۔ اور جبرئیل میرے پاس وہان کی مٹی لایا ہے اور خبر دی ہے کہ یہین حسین کا مقتل اور اسکی قبر کی جگہہ ہے۔ اس حدیث کو ابن سعد راوی حدیث نے (جو معتبر اہل حدیث کے نزدیک ہے) بیان کیا ہے اور طبرانی نے کہ اہل حدیث مین کامل ہے اپنی کتاب کبیر مین روایت کیا ہے۔ اَیْضًا عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اَخْبَرَنِیْ جِبْرَئِیْلُ اَنَّ حُسَیْنًا یُقْتَلُ بِشَاطِی الْفُرَاتِ رَوَاہُ بْنُ سَعْدٍ یعنی حضرت علی ابن ابیطالب رض سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجکو جبرئیل نے خبر دی ہے کہ بیشک حسین دریائے فرات کے کنارے پر قتل کیا جائیگا۔ اس حدیث کو بھی ابن سعد راوی مذکور نے بیان کیا ہے۔

سے نام مصنف کتاب کبیر کا ہے اور کبھی کتاب مذکور کو طبرانی بھی بنام مصنف کہدیتے ہین ۱۲ منہ

اوران دونون حدیثون مین لفظ اِنَّ جو حرف تاکید کا رفع شک کے واسطے آتاہے موجود ہے
اور ابن سعد راویان حدیث مین معتبر راوی ہے اور شیخ عبدالحق صاحب محدث مشہور
آفاق نے اس روایت کو اپنی کتاب مین نقل فرمایا اور کچھ سقم اسمین بیان نہین کیا ہے
جیسا کہ دیگر بعض روایات مین سقم بہی لکہا ہے کہ سعد بن طریف کوئی دوسرا راوی ایک
دوسری روایت کا ہے اسکا ضعیف الروایات ہونا ظاہر کر دیا اور اس کا کچھ سقم نہین بیان
کیا تو معلوم ہوا کہ یہہ روایت معتبر ہے اور خود حضرت علی بن ابیطالبؓ کے واسطے سے یہ روایت
موجود ہے جو حضرت امام حسین عم کے باپ اور آنحضرت صلعم کے داماد اور چچازاد بہائی
اور مصداق حدیث عَلیٌّ مِنّی وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ ہین اور اَنَا مَدِینَةُ العلمِ وعَلیٌّ بَابُہا بھی
آپ کی ہی شان مین ہے تو اب بھی اگر حیرت والون کا تردد اور شک رفع ہو۔ جائے حیرت ہے
اور کتاب مذکور مین حضرت اُم سلمہؓ کی روایت بھی متعلق خواب واقعہ شہادت کے موجود ہے
اور بعض روایات مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے وہ مٹی جبرئیلؑ کی دی ہوئی حضرت ام سلمہؓ
کو سپرد کردی تھی اور یہہ فرمادیا تھا کہ جب اس مٹی سے تازہ رنگ خون کا نمایان ہو تو معلوم
کرلینا کہ حسینؓ شہید ہو گیا چنانچہ اسیطرح سے ہوا کہ بروز واقعہ شہادت وہ مٹی خون آلود
معلوم ہوتی تھی جس سے اس خواب کی تائید صداقت ظاہر ہے۔
اب اگر مرزا صاحب اس قسم کے اُمور کا انکار کرین جو عقل سے باہر ہین اور متعلق کرامات
یا آثار غیبی کے نمودار ہونے کے متعلق ہین اور یہہ کہین کہ یہہ باتین عقل سے باہر ہین قابل
تسلیم کے نہین تو یہہ وہی قول اہل نیچر ہے جو معجزات انبیاء عم کو بھی اپنی عقل مین
نہ آنے کے سبب نہین مانتے ہین چنانچہ معجزہ شق القمر اور پتھر سے آواز سلام کے آنے
اور تھوڑے سے پانی سے ایک لشکر کے سیراب ہونے کی حدیثون کو وہ نہین مانتے ہین

لہ اب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ کا اعتبار نکرنا مرزا حیرت صاحب کا خود انکی بیدینی پر دال ہے کہ جب علمائے دین اور
فضلائے کاملین کو شیخ کا اعتبار ہے تو مرزا صاحب کو اپنی بات کی پچ سے ایسے کامل پیشوائے دین کا غیر معتبر کہہ دینا مناسب
نہین اور جنے ان حدیثون مین شیخ کا حوالہ دیا ہے تو انکی کتاب مذکور مین جسکا دل چاہے ان حدیثونکو دیکھ لے اور مفصل بیان رسالہ تردید مذہب ناسخ

اور قرآن شریف کی آیات وا لہٰ معجزات انبیائے سابق مثل بارہ رستے ہونیکے دریائے نیل مین بنی اسرائیل کے واسطے اور عصائے موسیٰ عم کا سانپ بنجانا اور اصحاب فیل کا سنگریزہائے ابابیل سے ہلاک ہونا وغیرہا تمام اس قسم کی آیات قرآنی مین بھی ان کو کلام ہے سب کی تاویلات مخالف جمہور مفسرین کے کرکے معانی آیات قرآنی کو بدلتے ہین اور اس جرأت پر مسلمانون کے پیشوا ہونے کی خواہش رکھتے ہین نعوذ باللہ منہ پس اسی قسم کا یہ انکار مرزا صاحب کا بھی ہےف اکثر علمائے دین اور فضلائے کاملین جو اس وقت مین موجود ہین وہ ایسی باتون کے جواب دینے کو بھی فضول سمجھتے ہین اس واسطے اس طرف توجہ نہین فرماتے مرزا صاحب اور انکے ہمخیال حیرتی مذہب والون نے یہی گمان کرلیا ہے کہ کوئی جواب ہی مرزا صاحب کی باتون کا نہین دے سکتا سو یہ خیال غلط ہے کیونکہ اہل سنت مین سب علما کی نظر مین یہ احادیث مذکورہ موجود ہین اور سب دندان شکن جوابات مرزا حیرت صاحب کو دے سکتے ہین جنسے متحیر ہوکر مرزا صاحب خود عین حیرت اور لاجواب اور ششدر ہین اگرچہ بے شرمی سے وہی مرغی کی ایک ٹانگ گائے جاوین پس مرزا صاحب کو ایسی فضول بات اور غلط دعویٰ سے اب خود دست بردار ہوجانا چاہیے کہ دعوے بلا دلیل و حجت موجب ذلت اور ندامت کا ہے ؎

خویش را در نگہہ خلق نگہدار عزیز	گر نظر ہا چو فتادی بدہن ہا افتی

ورنہ یہی گمان ہوگا کہ یہ بھی مرزا قادیانی صاحب کے بھائی ہین ان پر بھی الہام کا دروازہ کھل گیا ہے اور مرزائیون کی ترقی کا ستارہ آجکل بلندی پر ہے کہ مرزا قادیانی صاحب کو یہ الہام ہوا تھا کہ حضرت عیسیٰ عم کی قبر کشمیر مین ہے جس سے وہ حیات حضرت عیسیٰ عم کے منکر ہوئے۔ یہ حضرت امام حسین عم کی شہادت کے منکر ہوئے اور مقام کربلا سے قسطنطنیہ چلے جانے امام عم کا الہام ان کو ہوگیا تو اب اہل سنت کا ان سے اسکا ثبوت طلب کرنا فضول ہےف اور غالباً اہل تشیع تو اب مرزا صاحب کا نام نامی اپنے مرثیون مین ضرور درج کرینگے اور جانشینان دبیر و انیس اپنے مرثیون مین جہان مخالفان امام حسین عم کا ذکر بیان واقعہ

ف جس سے مرزا صاحب کا بھی بیخبر ہونا اس قول کے لازم آتا ہے جو علم کی بنیاد ہے اور تفاسیر اہل اسلام کے مشہور مخالف دین میں ۱۲ منہ

ف اسلئے کہ یہ الہام بھی قادیانی الہامات کی مثل بے اصل سمجھ لینا چاہیے ۱۲ منہ

کربلامین کرینگے وہین ان مرزا صاحب کی اس سفاکی اور خونریزی شہادت امام حسین عم مین طراری اور خوش تقریری کی بھی داد دینگے کہ بھی اپنے قلم کی سیف سفاک سے تیغ بکف اور مقابلہ شہادت امام حسینؑ اور قائلین شہادت امام حسین عم مین بڑی جری اور مصرعہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند + کے مصداق ہین جس سے مجالس شیعہ مین منابر پر بذکر خاص اور بخطاب لائق مذکور ہونے کا استحقاق مرزا صاحب کا لازم آتا ہے جو ہم اہل سنت کیلئے سخت موجب افسوس ہے اور بجز دعا کے کیا ہوسکتا ہے کہ خدا تعالے مرزا صاحب کو اور اونکے تمام ہمخیال جبری مشربون کو راہ راست پر لاوے اور اس گمراہی کے خیال باطل سے بچاوے۔ آمین۔

ثبوت ششم متعلق شہادت

بروایت کتاب جامع الاصول

فِی جَامِعِ الْاُصُوْلِ مِنْ حَدِیْثِ التِّرْمِذِیِّ عَنْ سَلْمٰی اِمْرَاۃٍ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ وَھِیَ تَبْکِیْ فَقُلْتُ مَا یُبْکِیْکِ قَالَتْ رَأَیْتُ الْاٰنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ وَعَلٰی رَأْسِہٖ وَلِحْیَتِہٖ التُّرَابُ وَھُوَ یَبْکِیْ فَقُلْتُ مَالَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ شَھِدْتُ قَتْلَ الْحُسَیْنِ اٰنِفًا

ترجمہ یعنی کتاب جامع الاصول مین ہے (جو جامع احادیث صحاح ستہ ہے) ترمذی کی حدیث سے بروایت ایک عورت مسماۃ بہ سلمیٰ جو انصار مین سے ہے اُسنے کہا کہ مین ایک روز حضرت ام سلمہ زوجہ پیغمبر خدا صلعم کے پاس گئی جبکہ وہ رو رہی تھین یہ حال دیکھکر مین نے کہا کہ آپ کیون روتی ہین فرمایا کہ مینے ابھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے اس کیفیت سے کہ آپکے سر اور داڑھی پر خاک پڑی ہوئی تھی اور آپ روتے تھے یہ حال دیکھکر مین نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیا حال ہے۔ آپنے فرمایا کہ مین حسینؑ کے مقتل مین ابھی موجود تھا یعنی

ثبوت شہادت ... مرزا صاحب کو ... اور ... انکار شہادت ... لازم ... [illegible]

اسکی کیفیت مصیبت دیکھکر روتا ہون۔ یہہ ترجمہ اس حدیث کا ہے اسکے یہان بطور ثبوت کے پیش کرنے سے یہہ غرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے (مَن رَاٰنی فقد راٰی الحقّ) یعنی جسنے مجکو خواب مین دیکہا اُسنے واقعی مجکوہی دیکہا ہے کہ شیطان میری صورت سے متشکل نہین ہوسکتا ہے تو جو آپنے خواب مین فرمایا وہ بھی حق ضرور ثابت ہوگیا اور اُسکی تائید اُن احادیث سے ہوگئی جو آنحضرت صلعم نے بحالت حیات زمانہ نبوت مین متعلق شہادت امام حسین عم کے جبرئیل عم کے خبر دینے سے خبر دی تھی کہ یہہ میرا بیٹا حسین میری اُمّت کے ہاتھ سے مقتول ہوگا اور یہہ ظاہر ہے کہ یہہ قتل امام حسین عم ظلماً تہا اور جو ظلماً قتل کیا جاتا ہے وہ شہید ہوتا ہے تو مرزا صاحب اور انکے ہمخیال حیرتی مذہبون کا یہہ اعتراض کہ یہہ قصہ خواب کا ہے اور خواب کا واقعی اُمور مین اعتبار نہین محض غلط ہے ورنہ حدیث مین "رآنی فقد راٰی الحق" کا غلط کہنا لازم آوے گا۔ واللازم باطل" فکذا الملزوم۔ اور حدیث ام الفضل پیشین گوئی کی جو مذکور ہوئی وہ حالت بیداری کی ہے نہ خواب کی۔ فتنبّہ اور علیٰ ہذا یہہ اعتراض بھی نہایت فضول ہے کہ ان احادیث مین تو صرف لفظ قتل ہے شہادت لفظ قتل سے کسطرح ثابت ہوسکتی ہے۔ اسلئے کہ قتل ظلماً ہونا بالاتفاق موجب شہادت ہے پس اس قسم کے لچر اور لایعنی بیہودہ اعتراضات کرنے اپنی جہالت کا ثابت کرنا ہے اگرچہ اپنے ذہن مین اپنے کو عقلمند اور دانشمند سمجھتے رہین اسیواسطے کہا گیا ہے ؎

گر از بسیط زمین عقل منعدم گردد		بخود گمان نبرد ہیچکس کہ نادانم	

ثبوت ہفتم متعلق شہادت

امام حسین علیہ السلام

ل یہہ جواب ہے اس سوال مرزا حیرت اور انکے ہم طریقان حیرتی مذہب کا کہ یہہ ایک خواب ہے اور خواب کا شریعت مین اعتبار نہین۔ تقریر جواب یہہ ہے کہ یہہ ثبوت بسند خواب بذا معہ تائید احادیث سابقہ مذکور شدہ ہے اور حدیث من رآنی بھی موجب اعتبار اس خواب کی ہے ثانیاً جواب یہہ ہے کہ شریعت مین اعتبار نہونیکے معنی یہہ ہین کہ اس سے حکم شرعی ثابت نہین ہوسکتا سو کوئی م

حکم نماز وغیرہ کا اس سے ثابت نہین کیا جاتا ہے اور مطلقاً اعتبار نہونا غلط ہے ورنہ آنحضرت صلعم کا خواب مین دیکھنا باطل ہوگا اور حدیث من رآنی الخ کا اعتبار نہوگا باطل ہے ۱۲ منہ

کتاب شرح عقاید نسفی بین قول (وَیُکَفُّ عَنْ ذِکْرِ الصَّحَابَۃِ رض اِلَّا بِخَیْرٍ) کے متعلق یہہ عبارت موجود ہے (وَبَعْضُهُمْ اَطْلَقَ اللَّعْنَ عَلَیْهِ لِمَا اَنَّهٗ کَفَرَ حِیْنَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ وَاتَّفَقُوْا عَلٰی جَوَازِ اللَّعْنِ عَلٰی مَنْ قَتَلَهٗ وَ اَمَرَ بِهٖ وَاَجَازَهٗ وَرَضِیَ بِهٖ۔ وَالْحَقُّ اَنَّ رِضَا یَزِیْدَ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ رض وَاسْتِبْشَارَهٗ بِذٰلِكَ وَاِهَانَتَهٗ اَهْلَ بَیْتِ النَّبِیِّ عم مِمَّا تَوَاتَرَ مَعْنَاهُ وَاِنْ کَانَ تَفَاصِیْلُهٗ اٰحَادًا فَنَحْنُ لَا نَتَوَقَّفُ فِیْ شَاْنِهٖ بَلْ فِیْ اِیْمَانِهٖ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَعَلٰی اَنْصَارِهٖ وَاَعْوَانِهٖ

ترجمہ۔ یعنی بعض علمانے یزید پر لعنت جائز رکھی ہے اور اوسکو ملعون کہنا درست کہا ہے بسبب اوسکے جائز رکھنے محرمات کے اور بسبب اوسکے کفر کے جبکہ اوسنے قتل حسین ع کا حکم دیا (جس سے اوسکی رضامندی قتل امام حسین عم سے ثابت ہے حالانکہ قتل عام مومن کا ممنوع ہے اور ممنوع کام کا اچھا سمجھنا کفر ہے) اور علما کا اسپر اتفاق ہی کہ جو آدمی قتل امام حسین ع سے راضی ہوئے اُنپر لعنت کرنا جائز ہے۔ اور حق بات یہہ ہے کہ یزید کا راضی ہونا قتل امام حسین پر اور ذلیل کرنا اہلبیت نبی صلعم کا اُس چیز سے ہے جو معنیً متواتر یعنی بخبر متواتر ثابت ہی اگرچہ تفصیلات اسکی خبر احاد سے ثابت ہین تو ہم اُسکی لعنت جائز رکھنے مین کچھ توقف نہین کرتے بلکہ اسکے ایمان کے رہنے مین توقف ہے۔ خدا کی اُسپر اور اسکے ساتھیون اور مددگارون یعنی اسکے لشکریان معرکہ کربلا اور اسکے اُمرا وغیرہ سب پر لعنت ہو۔ یہہ ترجمہ عبارت کتاب شرح عقائد نسفی کا ہے جو علمائے اہل سُنّت اور عقائد اہلسنّت والجماعت مین نہایت معتبر اور درس تدریس مدارس اہلسنت مین جاری اور معتمد علیہ ہے کل بلاد اسلامیہ کے علما اور فضلا کے درس و تدریس مین مروج ہے اسمین خبر اجمالی واقعۂ شہادت امام حسین عم اور اہانت اہلبیت نبی علیہ السلام کا معنیً متواتر ہونا لکھا ہے جسکا انکار کرنا اہلسنّت کے نزدیک

متواتر ہونا امام حسین عم کا شہادت

لے اور بعض نے مثل امام غزالی رح کے لعنت یزید سے سکوت اختیار کیا ہے جیسے بعض نے لعنت شیطان سے بھی ۱۲ ہے۔ برخلاف خوارج کی گروہ امام حسین عم کو باغی خلافت یزید پلید کا اور خلافت یزید کو حق جانتے ہین اور باغی کا شہید ہو سکنا مسلم ہے اسلئے انکار شہادت امام حسین عم کا کرنا شعبۂ اصول مذہب خوارج سے ہی پس مرزا حیرت کا ہماری شعبۂ اصول مذہب خوارج کو لکھنو پر انکار شہادت کیے بیہودہ بکواس کرنا اور ہماری نسبت ہذیان سرائی کرنا محض جہالت ہے ۱۲ منہ

ہرگز جائز نہیں ہے ورنہ خبر متواتر کا انکار صحیح ہوگا اور خبر متواتر کے انکار سے جو کفر کا لازم آنا مسلم عند الکل ہے اسکا غلط ہونا لازم آیگا اور علاّمہ تفتازانی مصنف کتاب شرح عقائد نسفی اور مختصر معانی اور مطول اور شرح مقاصد وغیرہ کا محقق کامل اور اہل سنت کے علمائے متقدمین مسلم الثبوت مین سے ہونے کا کوئی انکار نہین کرسکتا ہے۔ اب اگر مرزا صاحب اسکا بھی انکار کردین اور فرمادین کہ یہہ بھی شیعہ کی ہی کارسازی ہے تو یہہ بات لاعلاج ہے کہ یہہ کتاب چھ سو برس کی ہے سر الشہادتین کی طرح نہین ہے جسکا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ کی طرف نسبت تالیف کرنا جعلسازی شیعہ سے بتلایا ہے کیونکہ یہہ چھ سو برس سے مشہور تالیف علامہ تفتازانی مرحوم کی ہے اور اسمین شیعہ کا الحاق بھی نہین کہہ سکتے ہین اسلیئے کہ یہہ درس و تدریس علما مین برابر جاری ہے تو یہہ تہمات اسمین نہین چل سکتے ہین۔ اب مرزا صاحب جو منکر شہادت امام حسین عم کے ہوکر یزید کو لعنت سے بچانا چاہتے ہین اور طرفدار یزیدیون کے بنتے ہین۔ ہمین مرزا صاحب کے اس زور شور کی تحریرات سے خود حیرت ہے کہ یزید بن حضرت معاویہؓ خاندان قریش سے تھا مرزا صاحب کو اُس سے کون سا خاندانی تعلق ہے جسکی وجہ سے یہہ کوشش انکار شہادت ہے اور خلافت سابقہ یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اول سے لیکر حضرت معاویہؓ تک سب درست اور حق ہوئی ہان خلافت یزید کی بوجہ مخالفت شریعت کے ناحق اور غلط واقع ہوئی ہے جس سے امام والا مقام نے انکار کیا تو یہہ کہنا کہ ثبوت شہادت کا اقرار خلافت خلفائے ثلثہ کا انکار ہے محض غلط بلکہ دال کم فہمی پر ہے کیونکہ یزید کی خلافت کا ناجائز ہونا مستلزم عدم جواز خلافت سابقہ کو نہین ہے اسلیئے کہ حق خلافت توارثاً نہین ہے۔ اور کتاب سر الشہادتین کا بھی ثبوت تالیف شاہ صاحب سے ہونے کا ہم آگے ذکر کرینگے۔

ثبوت ہشتم

کتاب مسمی بالفرائد السنیہ مین علاّمہ زمان جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول راس المفسرین و المحدثین حضرت شیخ عبد الحق صاحب مہاجر مکہ الہ آبادی سلمہ نے بیان فضائل

مرزا صاحب کا طرفدار یزید ہونا اور انکار تصنیف

جواب اعتراض بطلان خلافت سابقہ

نبوی واحادیث پیشین گوئی پیغمبر خدا صلعم مین صراحۃً یہہ تحریر فرمایا ہے واخبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بمقتل الحسینؑ ومضجعہ ومحل موتہ وموضعہ اور مقتل امام حسین عم کا کربلا مین ہونا مسلم عند الجمہور ہے۔ یہہ حضرت مولوی عبد الحق صاحب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علما مین نہایت مستند سمجھے جاتے ہین چنانچہ ان کا فتوی حرمین شریفین مین جاری ہے اب انکے مقابلہ مین مرزا صاحب اپنے دعوے کے ثبوت کا فتوی علمائے دہلی وغیرہ سے لیکر شائع کرین[1] اور محض اپنی ہی رائے پر بہروسا نہ فرماوین کہ حکم وشاورہم فی الامر قرآن سے ثابت ہے۔

ثبوت نہم

کتاب تمہید ابو شکور سلمی رح مین ہے۔ قال اہل السنۃ والجماعۃ ان الحسین کان الحق فی یدہٖ وقد قتل ظلماً یعنی حق امام حسینؑ کا تھا اور وہ ظلماً مقتول ہوئے۔ جو عین شہادت ہے اب ناظرین اہل انصاف سے یہی درخواست ہے کہ وہ خود غور فرمائین کہ جب ثبوت شہادت امام حسین عم کا کتاب صحیح بخاری شریف کی دو حدیثون انس رض بن مالک صحابی اور عبد اللہ بن عمر صحابی رض سے اور کتاب ترمذی شریف سے اور بیہقی کی دلائل النبوۃ سے اور کتاب جامع الاصول سے اور مشکوۃ شریف سے اور شروح بخاری فتح الباری اور الخیر الجاری سے اور کتاب شرح عقائد نسفی وغیرہ سے مع ثبوت پیشین گوئی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درباب شہادت امام والامقام علیہ السلام آپ صاحبون کو معلوم ہوگیا تو اب مرزا صاحب کا وہ دعوے امام حسین عم کے شہید ہونے اور کربلا سے قسطنطنیہ چلے جانے کا محض غلط ہوگیا یا نہین اور مریدان مرزا حیرت صاحب کو اب اپنی بیعت کا فسخ کرنا لازم ہوا یا نہین۔ مین مرزا صاحب اور انکے ساتہیون کی خدمت مین علانیہ یہہ عرض کرتا ہون کہ بلاشک میری اس تحریر کا جواب لکہین اگر اب بھی حیرت کے ہی دائرہ مین رہین مگر سوچ سمجھکر اپنے دعوی مذکور کا

بیان کتب ثبوت شہادت

مریدان مرزا حیرت صاحب کو بیعت فسخ کرنا واجب ہے

[1] اور بغیر فتوی اور تصدیق علمائے معتبر اہلسنت کے نہ ہمارا قول معتبر ہوگا نہ جناب مرزا حیرت کا کہ شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے سہ خیالات نادان خلوت نشین + بہم بر کند عاقبت کفر ودین۔ پس اس حکم مین مجہے اور مرزا صاحب کو مساوات ہے اسلئے ہمنے تصدیق علمائے لکہوا کر یہہ کتاب شائع کی ہے پس اسیطرح مرزا صاحب کو بھی واجب ہے، ورنہ بلا تصدیق لکہوا لنے علمائے دہلی وغیرہ کے کوئی قول مرزا صاحب کا معتبر نہوگا ۱۲

ثبوت بحوالہ کتاب معتبر کے پہلے پیش کرین اور جسطرح ہمنے یہہ کتابین پیش کی ہین اسیطرح
وہ بھی اسی درجہ کی کتابین معتبر پیش کرین اور ہرگز خاموش نہ رہین کہ ہم بھی حسب قول
(اَلحَقُّ اَحَقُّ بِالاِتّبَاعِ) حق کے بندہ اور حق بات کے تابع ہین انشاء اللہ تعالیٰ کبھی حق
بات سے علیحدہ نہونگے بشرطیکہ وہ حق بات معقول طور سے بحوالہ کتاب معتبر لکھین اور فضولیات
سے بچین - اب ہم مرزا صاحب کے ایک استدلال کا حال بیان کرتے ہین جس کی نسبت
مرزا صاحب نے روشن اور معقول استدلال ہونے کا بڑا دعوی کرکے اپنی روشن دماغی کا
اعلی ثبوت دیا ہے اور اپنے جملہ مخالفین اور علما فضلا[1] بلکہ صحابہ اور تابعین تک کو پرچہ
اخبار مطبوعہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۵ء کے عام لفظون مین غیر صحیح الدماغ بلکہ مجنون تک کہدیا
ہے جسکی یہہ عبارت بجنسہا[2] ہم نقل کرتے ہین (اگر کوئی پیشین گوئی اس بارہ مین حضور
انور صلعم نے فرمائی ہوتی تو امام حسین عم کو ضرور معلوم ہوتی - عجب تماشہ کی بات ہے کہ
اوس زمانہ مین حضرت امام حسین عم نواسہ رسول اللہ صلعم کو تو اپنے نانا کی پیشین گوئی
کی کوئی خبر نہوئی اور وہ اپنے واقعہ شہادت سے بالکل لاعلم رہے مگر تین سو برس کے
بعد جو نسلین مسلمانون مین پیدا ہوئین اُن مین کل پیشین گوئیون کا علم ہوگیا - اِسے
تو بچہ بھی سمجھہ سکتا ہے کہ یہہ بات کسیطرح بھی ممکن نہین ہوسکتی اور نہ صرف امام حسین عم
کو بلکہ اُس زمانہ مین جتنے صحابہ اور اونکے بچے موجود تھے - کسیکو بھی فخر الانبیاء رسول خدا
صلعم کی ایک پیشین گوئی کا بھی علم نہین ہوا - اس روشن اور معقول استدلال پر
بھی کوئی شخص کسی ایک پیشین گوئی پر جو شہادت امام حسین عم کے متعلق ہو یقین
کرے اور ایمان رکھے تو اوس کی عقل پر آٹھ آٹھ آنسو رونا چاہیے وہ درحقیقت صحیح الدماغ
نہین بلکہ مجنون ہے - انتہی - یہہ سب عبارت مرزا صاحب کی پرچہ اخبار ۲۱ ستمبر سنہ الیہ

مرزا صاحب سے ثبوت طلب کرنا

مرزا صاحب کے ایک استدلال کی کیفیت

معہ نقل عبارت مرزا صاحب کے

[1] جنمین شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رح اور صاحب بخاری رح وغیرہ داخل ہین ۱۲ [2] یہہ عبارت مرزا صاحب کے ہی قلم کی ہے انکے پرچہ اخبار مطبوعہ ستمبر ۱۹۰۵ء سے مطابق کرلین تعجب ہے کہ مرزا صاحب ہمپر اپنی تحریر اخبار ۲۳ - مئی ۱۹۰۶ء مین یہ جھوٹا الزام لگاتے ہین کہ ہمارے قلم کی لکھی ہوئی کوئی عبارت مولف رسالہ نے نہین لکھی ہے اس جھوٹ سے مرزا صاحب حسب اپنی تحریر کے

مین ہے جس مین جملہ علما اور کملا مثل حضرت مولانا عبد الحق صاحب محدث دہلوی اور
شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی اور صاحب بخاری اور ترمذی اور بیہقی اور صاحب
فتح الباری وغیرہم جملہ متقدمین و متاخرین قائلین روایت پیشین گوئی شہادت امام حسین
عم کو جنہین ہمارے اساتذہ اور اساتذہ کے بھی اساتذہ سب شامل ہین مرزا صاحب
نے مجنون کہا ہے اسلئے ہم اس استدلال مزعوم المعقولیت مرزا صاحب کی نامعقولیت
کا حال حضرات ناظرین منصف مزاج اور اہل فہم کے سامنے پیش کرتے ہین جس سے مرزا صاحب
کا آسمان پر تھوکا خود اُنکے ہی مُنہ پر آنا اور اُنکا اپنی روشن دماغی کا دعوی بحکم مصرعہ
بر عکس نہند نام زنگی کافور + بخوبی روشن ہو جائیگا۔ اولاً دوسرون کو مجنون کہنا خصوصاً
علما اور محققین فضلا کو خود کہنے والے کی ہی مجنون ہونے کی دلیل ہے کہ وہ محض اپنے
خیال ناقص سے دوسرون کو غیر صحیح الدماغ کہتا ہے اور اپنے آپ کو صحیح الدماغ جانتا ہے
سو ایسے غرور اور خود بینی سے ضرور ایک روز اوسکو مصرعہ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید
پشیمانی + کا مخاطب ہونا پڑیگا اور ذلیل ہو کر مُنہ چھپانے کی نوبت آئیگی کیونکہ یہ خود
بینی خدا کو پسند نہین ہے۔ خصوصاً اساتذہ کاملین اور بزرگان دین کو بُرا کہنا۔ ثانیاً۔ یہ ہے
کہ جب احادیث صحیحہ سے یہ روایت پیشین گوئی شہادت آنحضرت صلعم کے زمانہ نبوت کی
ثابت اور کتب معتبر حدیث مین موجود ہے تو اس قائل نے اپنے زعم مین جملہ احادیث
معتبر کو غیر صحیح سمجھا اور محدثین کو دروغگو خیال کیا ہے جس سے اوسکا خود غیر صحیح الدماغ
ہونا ظاہر ہے اور اس گُستاخی کرنے کی سزا کسی روز ضرور ملنی والی ہے۔ ثالثاً یہ ہے
کہ جس استدلال کو مرزا صاحب معقول کہتے ہین مرزا صاحب کو یہ خبر نہین ہے کہ وہ فن
معقول مین کس قسم کا استدلال ہے اور ایسے استدلال کے نتیجہ کے واسطے شرط کیا ہے
کہ اگر اس کی خبر ہوتی تو وہ اس اپنے استدلال کو معقول کبھی نکہتے۔ تفصیل اس اجمال کی
یہ ہے کہ یہ استدلال مرزا صاحب کا بطور قیاس استثنائی کے ہے جس مین وضع مقدم

فن معقول سے جواب جس سے قول مرزا صاحب کا محض مجہول ہونا ثابت ہے

سے وضع تالی کا اور رفع تالی سے رفع مقدم کا نتیجہ بشرط ثبوت ملازمت مقدم اور تالی کے آتا ہے پس حاصل استدلال مرزا صاحب کا یہہ ہے کہ اگر کوئی پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسباب شہادت امام عم مین ہوتی تو امام حسین عم کو کہ نواسہ آنحضرت صلعم کے تھے ضرور خبر ہوتی مگر انکو خبر نہین ہوئی تو پیشین گوئی بھی نہین ہوئی۔ اس مین لفظ اگر کے بعد سے لفظ مگر تک جو حرف استثنا ہے قضیہ شرطیہ ہے جس سے بعد استثنا کے بشرط اثبات لزوم تالی رفع تالی سے رفع مقدم کا نتیجہ بلا شک صحیح ہوتا ہے مگر لزوم تالی صحیح نہین تو یہہ رفع مقدم یعنی پیشین گوئی مذکور کی نفی بھی صحیح نہین پس جسطرح مستدل کا استدلال قیاس استثنائی سے ہے ہمارا یہہ جواب بھی قیاس استثنائی کے ہی ساتھ ہے کہ۔ اَلْحَدِیْدُ لَا یُقْطَعُ اِلَّا بِالْحَدِیْدِ۔

ماحصل استدلال مرزا صاحب

اور وجہ عدم لزوم تالی یہہ ہے کہ پیشین گوئی مذکور کے واقع ہونے کو امام حسین عم کا اوس سے باخبر ہونا نہ عقلاً لازم ہے نہ شرعاً کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ باپ کی بعض باتون سے بیٹا بھی باخبر نہین ہوتا چہ جائکہ نواسہ۔ تو پہلے مرزا صاحب اپنے استدلال ہذا کے شرطیہ کی ملازمت مقدم و تالی ثابت کرین بعد ازان اوسکے معقول اور روشن ہونے کا دم بھرین کہ بغیر اُسکے اِسکا نامعقول اور سراسر تاریکی ہونا اظہر من الشمس ہے اور لزوم عادی اگر کہین تو در حقیقت یہہ لزوم برائے نام ہے کہ بحسب استمرار عادت اکثری اُمور کو مجازاً لازمی کہدیتے ہین نہ حقیقتہً ورنہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ خلاف عادت بھی کبھی ہو جاتا ہے اسیواسطے مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہین ؎

جواب سوال لزوم عادی

از قضا سرکنگبین صفرا فزود		روغن بادام خشکی مے نمود	
از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت		آب آتش را مدد شد ہمچو نفت	ع

پس لزوم عادی مستلزم[a] ملازمت حقیقی کو نہین ہے جس سے یہہ استدلال مرزا صاحب کا درست ہو وَدُوْنَہٗ خَرْطُ الْقَتَادِ اب اہل فہم کو مرزا صاحب سے دریافت کرنا واجب ہے اور ان کو خود ہی سمجھنا چاہیے کہ کس کی عقل پر آٹھ آٹھ آنسو رونا چاہیے جو اس استدلال مذکور کو معقول سمجھے اور ایسے نامعقول استدلال پر قائلین شہادت اور معتقدین روایت شہادت کو مجنون کہے اوسکی

[a] بلاشک معتقدین روایت شہادت اور روایت پیشین گوئی شہادت کو مجنون بتلانیوالا خود مجنون اور خبط الحواس ہے ۱۲ منہ

عقل پر رونا چاہیے یا اسکے مخالفون کی عقل پر و لنعم ما قیل ؎

اگر زر دی زمین عقل منعدم گردد
بخود گمان نبرد ہیچکس کہ نادانم

پس اپنے ذہن مین اپنی دلیل کو آپ معقول سمجھہ لینے سے کام نہین چلتا ہی اہل عقل اور اہل فن معقول اور منطق کو دکہلانا اور ان سے کیفیت اصلی معلوم کرنا چاہیے کہ ؎

ہنر شناس کو دکہلا ہنر کہ خوبیٔ زر
اگر کھلے ہے تو صرّاف کی نظر چڑہکر

اور بلا سمجھے بوجھے فضول ژاژ خائی اور بکواس کرنے اور اخبار کے ورق سیاہ کرنے سے کچھہ فائدہ نہین اور نہ یہہ عقلمندون کا کام ہے ؎

دمیکہ رابطہ سخن صرف ژاژ خائیہاست
زہم کشودن لب عیب فطرت آہوش

رابعًا۔ یہہ ہے کہ اگر ملازمت شرطیہ مذکورہ کو ہم بالفرض تسلیم بھی کرلین تو امام حسین عم کے پیشین گوئی مذکور سے باخبر اور باعلم ہونے کی کیا دلیل ہے اور یہ کہان سے مرزا صاحب کہتے ہین کہ امام حسین عم کو اوسکی خبر نہ تھی ہم کہتے ہین کہ امام حسین عم کو پیشین گوئی مذکور کی ضرور خبر تھی اور یہی وجہ تھی کہ باوجود منع کرنے چند اصحاب مثل حضرت ابن عباس رض اور عبداللہ ابن عمر رض اور جابر رض اور ابو سعید خدری رض وغیرہ کے امام حسین عم نے نوشتہ تقدیر سے چارہ نہ دیکھکر مقام تسلیم و رضا بالقضا ہی اختیار فرمایا کہ ؎

بجز رضا بقضائے خدا نمی شاید
بغیر صبر بوقت بلا نمی شاید

ازانچہ رفت قلم سرکش و گرنہ بیا
برون زواز خط او گر ترا نمی شاید

اور یہہ شبہہ کرنا کہ دیدہ و دانستہ اپنی جان ہلاکت مین ڈالنے کو کیون کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اگر اس پیشین گوئی کی خبر تھی اور آیت وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّہْلُکَۃِ پر کیون عمل نہ کیا فضول ہے کیونکہ اس آیت کے معنی بلاشک یہی ہین کہ تم اپنی جان ہلاکت مین مت ڈالو مگر یہہ ہر ذی فہم سمجھہ سکتا ہے کہ جان ہلاکت مین نہ ڈالنے مین مطلب جان کا بچانا ہے جبکہ کوئی سمجھے کہ مین ایسی تدبیر کرسکتا ہون جس سے جان سلامت رہ سکے اور جب جان بچانیکی کوئی تدبیر ہو سکے

تو وہ حالت مجبوری ہے اور مجبور معذور ہے وہ مُکلف اس حکم کا ہی نہین ہوسکتا ہے پس
جب امام حسین عم کو یہہ پیشین گوئی معلوم ہوگئی تو حکم تقدیری سے مجبور ہوگئے اور قطع نظر اس سے
آیت کا حکم یہہ ہے کہ تم اپنی جان ہلاکت مین مت ڈالو تو جو حکم تقدیری سے ہلاکت مین پڑچکا اور
یہہ امر اوسکے واسطے معین اور معلوم ہوچکا وہ آپ ہلاکت مین جان ڈالنے والا نہین کہلا سکتا
ہے اسواسطے مخالفت آیت مذکورہ کی ہرگز نہین اور نیز جب اہل کوفہ کے خطوط بکثرت قریب
ڈیرہ سو کے آچکے اور سبنے اپنی جان اور مال قربان کرنیکو لکھا تو اب یہہ اعتراض کرنا کہ امام حسین
عم کا بلا سامان جنگ کے مقابلہ یزید پر جانا جو حکومت دمشق پر مُسلّط قابض اور با لشکر تہا خلاف
حکم شریعت کے ہے۔ نیز غلط ہے کہ امام حسینؑ مکّہ سے کوفہ کو اہل کوفہ اور اپنے بہائی مسلم
بن عقیل رض کے خطوط پر اعتماد کرکے روانہ ہوئے تھے یہہ نہین خیال تہا کہ اثنائے راہ مین ہی
مقابلہ ہوجائیگا اور حکم تقدیری ضرور ہونا تہا اسواسطے خود وہ سامان ہوگیا کہ لشکریان یزید کے
پنجہ مین جا پہنسے اور پیشین گوئی کا ہونا تو بے شک معلوم تہا مگر اوس کی تاریخ مقرر اور
وقت معین نہ تہا تو صرف اس قدر کے معلوم ہونے سے کہ اُمت رسول کے دعوے کرنے والون
کے ہاتہ ہی سے شہید ہونگے کوئی دن یا مہینہ یا سال معین تو معلوم نہین ہوسکتا ہے
اور علم غیب جملہ اُمور کا سوا خدا کے کسیکو حاصل نہین تو ممکن تہا کہ پھر کبھی دوسرے وقت
پر اسکا ظہور ہو پس اس تشریف لیجانے سے آپکے کوفہ کی طرف نہ مخالفت آیت ولا تلقوا
بایدیکم الی التہلکہ کی لازم آتی ہے اور نہ مخالفت شریعت کی ہوسکتی ہے کہ یہہ کہا جائے کہ
باوجود بے سامانی کے مقابلہ بادشاہ وقت سے کرنا اپنی جان کا ہلاکت مین ہی ڈالنا ہے
اسلئے کہ آپ کوفہ والون کے خطوط پر اعتماد کرکے کوفہ کی طرف گئے تھے نہ یزید سے مقابلہ کرنے
کو اور وہان سے سامان جنگ کے بہم پہونچنے کی آپ کو قوی اُمید تھی۔ اور یزید کی بیعت آپنے
بوجہ اوسکے بے شرع اور مرتکب مُحرّمات مثل شرب خمر اور زنا وغیرہ کے ہونیکے منظور نہ فرمائی
اور یہہ یقین تہا کہ اس مخالفت یزید سے مکّہ مین ہی فساد برپا ہوگا اور یہان کچھہ سامان نہین تو

جواب دوم

جواب سوم

جواب اعتراض یزید پر مقابلہ

اعتراض پنجم

جواب سوال

جواب شبہ حدیث و لو کان عبدا حبشیا

لامحالہ باوجود منع کرنے اصحاب مذکور کے مجبوراً آپنے عزم بالجزم روانگی کوفہ کاہی فرمایا۔
اور ہماری اس تقریر سے وہ شبہ بھی دفع ہوگیا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اگرچہ تمہارا
حاکم کوئی حبشی ہو تب بھی تمکو اطاعت واجب ہے، تو یزید کے تسلط قایم ہونے پر امام حسین ع
نے مخالفت کر کے کیون ہزارون مسلمانون کا خون کرایا موافق حدیث مذکور کے بیعت
کیون نہین قبول کر لی اسلیئے کہ حکم حدیث مذکور کا اوسوقت ہے کہ وہ حبشی حاکم
خلاف شریعت کے حکم نہ کرے اور منہیات اور ممنوعات شرعیہ کا مرتکب نہو نہ جبکہ خلاف
شریعت کرے اور شراب پیوے اور دیگر منہیات کا مرتکب ہو کہ اسوقت اوس کی اطاعت
ممنوع ہے کہ لَا طَاعَۃَ فِی مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ حدیث مین موجود ہے۔ اسیواسطے حضرت
امام حسین عم نے اوس کی بیعت سے انکار کیا اور دوسرے مسلمانون کو بھی اس آفت
مخالفت شریعت سے بچانا چاہا۔ فَحَقَّ الْحَقُّ وَ زَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا

خامسًا یہہ ہے کہ بالفرض اگر ہم یہہ مان بھی لین کہ امام حسین عم کو خبر نہین ہوئی تب
بھی پیشین گوئی مذکور کے واقع ہونیکے منافی نہین ہے کہ وقوع پیشین گوئی مذکور کو
مردون یا عورتون مین سے جو اوس وقت حاضر اور موجود تہا اوس کا علم ضروری ہے
نہ خاص حضرت امام حسین عم کا۔ اور حضرت عائشہ رض اور حضرت ام الفضل رض اور حضرت
علی رض سے روایات پیشین گوئی مذکور کی پیشتر مذکور ہو چکی ہین تو ان کو اسکا علم بلاشک
حاصل تہا پس جو حاضر وقت پیشین گوئی بیان فرمانے آنحضرت صلعم کے موجود تہا اسکا
علم ضروری ہے نہ خاص حضرت امام والامقام کا تو اسکی نفی سے مطلقًا نفی کر دینا صحیح
نہین اسلیئے کہ یہہ خاص ہے اور وہ عام۔ اور خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہین
جیساکہ فن معقول سے ہر معقول آدمی کو اس مضمون کا ثابت ہونا ظاہر و باہر ہے اور اگر
مرزا صاحب فن معقول سے کچھہ نسبت رکھتے ہین تو وہ خود سمجھہ لین اور جواب دے سکین تو
ضرور جواب دین بلکہ ہم اجازت دیتے ہین کہ جسقدر اہل علم دہلی وغیرہ بڑے شہرون مین

ہون سب ہماری اس تحریر کی صحت وسقم معلوم فرمالین اور جس سے چاہین مدد لیکر قلم
اوٹہائین مگر اصل مطلب سے متعلق تحریر کرین جاہل فریب باتون سے کام نہ نکالین - اور
سب سے اول مرزا صاحب پر یہہ واجب ہے کہ اپنے دعوی شہید ہونے امام حسینؑ اور آپکے
مقام کربلا سے قسطنطنیہ کو چلے جانیکا ثبوت کسی معتبر کتاب دین اسلام موافق مذہب اہل
سنت سے معہ نقل عبارت کے پیش کرین کہ قریب چہہ ماہ سے آجتک کسی پرچہ اخبار مذکور
مین اپنے اس دعوی کا حوالۂ ثبوت جس سے مرزا صاحب کو یہہ تحقیق نصیب ہوئی ہے
نہین دیا - اور مخالفت جمہور پر کمر بستہ ہین تو اب وعدہ ہی وعدہ کرے جاناکہ ہم ایک بڑی
کتاب لکہہ رہے ہین لاحاصل ہے کہ اگر اس دعوی مین مرزا صاحب کے کچہہ جان ہوتی تو ابتک
کیا تہا ضرور ثبوت پیش کردیتے چہہ ماہ تک مرزا صاحب کو عالم خاموشی مین رہنا ممکن نہ تہا اور اگر بالفرض کچہہ
کچہہ ضعیف بات بعد مین بنائی بھی تو وہی مثل (مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلۂ خود باید زد)
کا حساب ہوگا - اور اصل یہی ہے کہ بنائی ہوئی بات اصلی نہین ہوتی ہے آخر ملمع کہانتک
رہے اسلئے مرزا صاحب کو ایسی بات ہی زبان سے نکالنی مناسب نہ تھی جسکا یہہ خمیازہ
ذلت دارین کا اونکو اوٹہانا پڑا ؎

جُرْمُہٗ کَبِیْرٌ کَمَا قَدْ قِیْلَ فِی الْمَثَلِ	اِنَّ اللِّسَانَ صَغِیْرٌ جِرْمُہٗ وَلَہٗ

کتاب خلافت شیخین مؤلفہ مرزا حیرت صاحب کا حوالہ

اور طرفہ تریہہ ہے مرزا صاحب اپنی کتاب مسمی بہ خلافت شیخین مین جو مطبوعہ ۱۹۰۶ء
کی ہے صفحہ ۱۴ مین اسکے شہادت امام حسین عمؑ کا خود اقرار کرتے ہین چنانچہ عبارت
اوس کی یہہ ہے (حضرت امام حسین عمؑ نے اپنے بڑے بہائی کی اس حکمت عملی کو حقارت
کی نظر سے دیکھا اور خود اپنے باپ کی خلافت حاصل کرنی چاہی - چونکہ آپ کا طریقہ حصول
خلافت خلاف مصلحت تہا اور بغیر رشتہ دارونکے مشورہ اور صلاح کے اپنی اکیلی رائے پر
نہایت ضد سے ایک معاملہ کیا آپ اسمین کامیاب نہوئے اور دوسرے دعوے داران سلطنت
کے مقابلہ مین وطن سے دور نہایت بیکسی کی حالت مین شہید ہوگئے - آپکی شہادت وہ مردانہ

شہادت ہوئی ہے جو قیامت تک یادگار زمانہ رہیگی اور جب تک ایک فرد بھی اسلام کا موجود ہے آپ کی شجاعت کی دھاک دنیا مین ہمیشہ شجاعان عالم کو نیا سبق پڑہاتی رہے گی۔انتہٰی۔

یہ عبارت خاص ہے

یہہ عبارت مرزا صاحب کی اُس کتاب مذکور مؤلفہ مرزا صاحب مین ہے تو اب مرزا صاحب سے دریافت طلب یہہ ہے کہ یہہ عبارت آپ کے ہی قلم کی ہے یا یہہ بھی کسی غالی شیعی کی کارسازی ہے۔اور یہہ مقابلہ شیعہ سے آپ کا ابھی چند عرصہ سے ہے۔یہہ کتاب سنہ ۱۹۰۱ء کی ہے غالباً اوس وقت تو شیعہ سے مقابلہ نہ تھا اور جب قیامت تک اس شہادت کے یادگار قایم رہنے کا اقرار پہلے شائع کر چکے تھے تو اب چار سال کے بعد ہی یہہ انکار کیون کرنے لگے اور جب امام حسینؑ کا معرکۂ کربلا سے مقابلہ یزید سے بچنے کو قسطنطنیہ چلا جانا آپ لکھتے ہین جس سے امام حسین عم کا مقابلہ یزید سے بھاگ جانا لازم آتا ہے تو شجاعان عالم کو آپ کی کونسی شجاعت سے ہمیشہ کو سبق حاصل کرنا لکھا تھا اور کیا شجاعت کی دہاک قیامت تک جو امام حسین عم کی لکھی تھی وہ اب فراعن المعرکہ سے بدل گئی ایسی زبان کا کیا اعتبار ہے کہ اگر یہی ہے تو اپکی کلام کیا کلمہ ایمان مین بھی کلام ہے اور یہہ جو لکھا تھا کہ جب تک ایک فرد بھی اسلام کا موجود ہے آپ کی دہاک شجاعت کی باقی رہے گی الخ اب ہم جناب مرزا صاحب سے دریافت کرتے ہین کہ فرمایئے اب اس زمانہ انکار شہادت مین آپ بھی اوس فرد اسلام کی مصداق ہین یا نہین عقلمند کو اشارہ کافی ہے کہ اگر در خانہ کس است یکحرف بس است کا مضمون ہے پس اگر انصاف ہے تو مرزا صاحب خود اپنے پہلے لکھے ہوئے کا اقرار اور اس انکار کے ادبار سے شرمندہ ہونگے اور اپنے دل مین تو ضرور کہینگے مصرع؎ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔اور اگر وہ تحریر سابق خلافت شیخین کی مرزا صاحب نے فرقہ شیعہ کے خوش کرنیکو لکھدی تھی تو اب یہہ انکار شہادت کی تحریر اور تمام اخبار مذکور کی اسکے متعلق تقریر خوارج کے خوش کرنیکو

اے یہ عبارت مرزا صاحب کی اسی قلم کی لکھی ہوئی ہے جس قلم سے اور جلد دوم اور جلد سوم کتاب شیعہ کی لکھی ہے یہ بیان کرنے کی جو دلیل ہے بہ لحاظ اس کے عبارت درست کر دی ہے ان کی رسالہ میں بھی بعض ملعون نے حرف بحرف

مرزا صاحب اپنا وعدہ پورا کرے مرزا صاحب کو مع کوئی بات ہو سکے مرزا صاحب کی علاوہ احمدی آدمی اور ادا ہوا

سبھی جاوے گی پس اُودہر کھائی ہے اور اودہر کنواں ۔ مرزا صاحب کے واسطے موجود ہے
دونون صورتین مرزا صاحب کو غالبًا ناگوار طبع ہونگی اسلیئے اس مہلکہ جانکاہ سے بچنے
کی صورت مرزا صاحب جیسے دانشمند کو نکالنی واجب ہے اور اس کا جواب دینا فرض ہے
اور اگر ہماری بات مانین تو ہم مرزا صاحب کو اس وجہ سے کہ وہ اہل سُنت مین سے ہونیکا بھی
دعوی کرتے ہین اپنی دلسوزی سے یہہ مشورہ دیتے ہین کہ افراط تفریط چھوڑ کر پورا طریق اہلسنت
کا اختیار کرلین اور اس انکار شہادت امام حسین عم سے کہ ایک شعبہ اُصول[1] مذہب خوارج کا ہے
تائب ہون تو بحکم التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ آپ سب الزامات سے
پاک صاف ہوجاینگے ۔ ہان شیعہ کے مقابلہ مین جو اُنکی حرکات خلاف ہین مثل تعزیہ پرستی
اور نوحہ گری اور سینہ کوبی اور تبرے وغیرہ کے انکو سبکو جسقدر چاہو خوب زور شور سے منع کرو
اور دلائل سے اُنکو قائل کرو اور عوام اہل سُنت کو جو مجالس شیعہ مین شامل ہوتے ہین اور
اونکی رسوم شنیعہ مثل ہنگامہ دُلدل اور علم کے گشت بازاری مین عمدہ لباس اور آرائشی
کپڑون سے سجکر انکے ماتم مین تماشا دیکھنے کو کوٹھون پر کرسی نشین ہوتے اور اُن غمزدون کے
تماشائی بنتے ہین اور مثل خوارج کے طوقِ لعنت پہنتے ہین اُنکو اس کارجہالت سے روکنا بہتر
ہے کہ درحقیقت ایسے نام کے سُنیون سے جو غم کے وقت کو خوشی کا وقت بناوین اور ہنسی مذاق
مین اُس عبرت کے وقت کو گذارین وہ رافضی ہی اچھے ہین کہ سُنیون کو بھی اس واقعہ
شہادت کے روز سخت غم کا وقت ہے اتنا فرق ہے کہ وہ رافضیون کی فضول باتون
گشت بازاری علمون اور دُلدل گھوڑے نکالنے اور تعزیہ بنانے اور تبرے کرنیکو اور رفاض
کے دیگر بدعقائد کو بُرا جانتے ہین اور اسیوجہ سے اُنسے نفرت رکھتے ہین نہ یہہ کہ جہالت سے
اوس روز خوشی اور تماشا دیکھنا اختیار کرین اور اکھاڑے والے جو پٹے بازی کے ہاتھ
دکھلاتے ہین یہ سب حرکات اس دن مین ممنوع ہین مسلمانون کی یہہ سخت جہالت ہے کہ ان
غم کے دنون مین یہہ کھیل تماشا کرتے ہین اور تعزیہ بنانے والے فضول روپیہ صرف کرتے ہین

حرکات ناشائستہ وممنوع شیعیان سے باز رکہنا واجب ہے
اور اہل سنت کا انکا تماشا دیکہنا سخت ممنوع ہے

اکھاڑے اور پٹے بازی کا
حال بعدم جواز

[1] شیعہ اصول مذہب خوارج سے ہونے انکار شہادت کی وجہ پہلے حاشیہ مین مذکور ہوچکی ہے کہ یہ انکار شہادت باغی ماننے امام حسین عم پر موقوف ہی وعقیدہ

اس سے بہتر یہہ ہے کہ اوس روز بغرض ایصال ثواب بارواح طیبہ شہدائے کربلا حسب مقدور غربا کو کھانے کہلاوین اور شربت پلانا یا پانی پلانا بھی درست ہے بلکہ ثواب کا کام ہے الغرض محبت اہلبیت نبی علیہ السلام جزو ایمان ہے سب اہل سُنت یہی سمجھتے ہین کیونکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جسنے میری آل اور میرے اصحاب سے محبت رکھی اُسنے مجھسے محبت رکھی اور جسنے اُن سے بغض رکہا اُسنے مجھسے بغض رکہا اسیوجہ سے حضرت امام شافعی رحنے فرمایا ہے ؎

إن كان رفضاً حبُّ آل محمدٍ | فليشهد الثقلان أني رافضي

یعنی اگر محبت آل بیت ہی کا نام رفض ہے تو جن اور انسان سب گواہ رہین کہ مین رافضی ہی ہون جو آل بیت کا محب ہو اصل غرض امام شافعی رح کی یہہ ہے کہ محبت آل بیت ہی کا نام رفض نہین ہے بلکہ رفض تبرّا کرنا اور خلفائے ثلثہ کو بُرا کہنا یا حضرت علی رض کو اونسے افضل سمجھنا ہے ۔ اور بعض اکابر اور مشائخ کے کلام سے جو تفضیل حضرت علی رض کی مفہوم ہوتی ہے وہ مبنی اسپر ہے کہ سلسلۂ بیعت جملہ مشائخ جو مروج اور موجود ہے وہ بموجب حدیث انا مدينة العلم وعلي بابها حضرت علی رض پر ہی ختم ہوتا ہے کہ علم معرفت کا باب انکی ہی ذات بابرکات سے عموماً کھلا ہے تو جس گھر سے فیض اونکو حاصل ہوا ہے اُس کا مداح ہونا اور اسباب مین سب سے افضل جاننا اسپر واجب ہو گیا مگر یہہ فضیلت جزئیہ ہے جو فضیلت کلیہ کے منافی نہین تو مولانا روم رح اور شیخ سعدی رح وغیرہ کے کلام سے جو شُبہ تفضیلیہ ہونیکا انکی طرف بعض عوام کو ہوا کرتا ہے اور بعض رُفاض ایسے بزرگون کی سند سُنیون کے بھکانے کو لایا کرتے ہین محض غلط ہے ۔ یہہ حضرات سب کامل اہلسنت اور مقتدسین روزگار سے گذرے ہین ۔ اور اہل سُنت کو چارون خلفا سے حسن اعتقاد واجب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رض خلیفہ اول کی نسبت فرمایا ہے ۔

(حاشیہ: رفع شبہ تفضیلیت مولانا روم وغیرہ)

۱؎ اس شعر کا جواب مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ یہہ شعر امام شافعی رح کا نہین ہے مگر قول کسیکا اسکے ثبوت مین پیش نہین کیا اسلئے بمقابلہ مشہور کے مرزا صاحب کا یہ قول بلا سند غیر معتبر ہے ۱۲

۲؎ مین علم کا شہر ہون اور حضرت علی رض اُسکے دروازہ ہین ۱۲

اَوَّلُ مَن صَدَّقَنِی اَبُوبَکرٍ اَوَّلُ مَن آمَنَ بِی اَبُوبَکرٍ اَوَّلُ مَن یَدخُلُ مَعِی الجَنَّۃَ اَبُوبَکرٍ یعنی سب سے پہلے جسنے میری تصدیق کی وہ ابوبکرؓ ہے اور سب سے پہلے جو مجھپر ایمان لایا وہ ابوبکرؓ ہے اور سب سے پہلے جو میرے ساتھہ جنت مین داخل ہوگا وہ ابوبکرؓ ہے۔ رضی اللہ عنہ۔ اور نیز حدیث مین آیا ہے لَا یَنبَغِی لِقَومٍ فِیہِم اَبُوبَکرٍ اَن یَّؤُمَّہُم غَیرُہٗ یعنی لائق نہین ہے کسی قوم کو جنمین ابوبکرؓ موجود ہو کہ امامت کرے انکی غیر اُسکا۔ اس حدیث سے حال استحقاق خلافت اولی کا بھی ظاہر ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے نماز کیواسطے جو دینی کام بلکہ رکن اعظم دین کا ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سب سے مقدم فرمایا تو دینی کامون مین کہ اُس سے کمتر درجہ مین ہین حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سب کا امام ہونا بطریق اولی ثابت ہوگیا۔ افسوس ہے بددین فاضی کے حال پر کہ وہ ایسے شخص کو جو جنت مین سب سے پہلے پیغمبر خدا کے ساتھہ جائیگا اور سب سے دین مین اوسکو مقدم آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ منافق کہتے ہین اور اونپر تبرا کرتے ہین۔ اور ان سے زیادہ افسوس اُن سنیون پر ہے جو مجالس رفاض مین مرثیون کے سُننے یا حلوا روٹی کے لینے کو جاتے ہین۔ اور علی ہذا حضرت عمرؓ بن الخطاب خلیفہ دوم کی شان مین آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یعنی اللہ تعالی نے حق بات عمرؓ کی زبان پر رکھی ہے کہ جو کہتا ہے وہ حق ہی ہوتی ہے شیعہ اُنکو بھی منافق کہتے ہین اور اُنپر بھی تبرا کرتے ہین بلکہ تبرا کرنا فرض جانتے ہین اور اکثر اہل سنت بمقابلہ تبرا اُن سے تبرّی بھی نہین کرتے حتی کہ بوجہ کثرت جہالت کے اپنے ان بزرگون کے نام تک بھی بعض اہل سنت نہین جانتے۔ سخت غیرت کا مقام ہے۔ اور حضرت خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ کی شان مین ہے لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیقٌ وَّرَفِیقِی فِی الجَنَّۃِ عُثمَانُ یعنی ہر نبی کا ایک رفیق ہوگا اور میرا رفیق جنت مین عثمانؓ ہوگا رضی اللہ عنہ۔ مگر ایک رفیق دوسرے رفیقون کے ہونے کا منافی نہین ہے اگرچہ بعض

فضیلت حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اول

دلیل استحقاق خلافت اول حضرت ابوبکر صدیقؓ

فضیلت حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم

فضیلت حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم

[illegible] ہری [illegible] رہنما ۱۲ ؎ ناظرین غور کرین کہ یہ استحقاق خلافت اول ثابت کرنا اہلسنت کا کلام ہے یا شیعہ اعدر فاضی کا

رفقا بعض وجوہ سے مختص ہوں۔ شیعہ ان خلیفہ سوم کو بھی برا کہتے ہین اور برا جانتے
ہین۔ غرض یہہ ان خلفائے ثلثہ کو برا کہتے ہین اور اسیکا نام تبرا ہے اور وجہ اس کی
اُن کے ذہن مین یہہ ہے کہ خلافت بلافصل یعنی خلافت اولی حضرت علیؓ کا حق تہا
دوسرون نے ظلم کیا کہ اُنکا حق چھین لیا جواب اس کا یہی ہے کہ خلافت میراث کے
طور سے نہین ہوتی کہ بحق دامادی حضرت علیؓ کا حق سمجہا جاتا کیونکہ اس مین تو شریک
حضرت عثمانؓ بھی ہین بلکہ اُن کا زیادہ حق ہونا چاہیے کہ آنحضرت صلعم کی دو بیٹیان
اُن سے منسوب ہوئی ہین اسیواسطے وہ ملقب بلقب ذی النورین ہوئے تو یہہ وجہ
استحقاق خلافت کی نہین ہو سکتی بلکہ خلافت اجماع صحابہ پر منحصر تھی اور اجماع جمہور
صحابہؓ کا حضرت ابوبکر صدیقؓ پر ہوا اور بعض احادیث سے بھی اشارۃً یہی سمجہا گیا
اور حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ اس پر دونون راضی رہے یہہ رفاض کا
تہمت رکھنا ہے کہ حضرت علیؓ نے تقیہ کر لیا تھا اور دل مین ناراض رہے تھے کہ ایسے
مقدس مقبول اشخاص سے ایسا دلی کینہ بسا بعید ہے کہ بزرگون نے یہی کہا ہے مصرعہ

آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

اب حضرت علیؓ کی شان مین جو حدیث ہے وہ بھی سُنئے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے[1]
عَلِیٌّ مِنِّی وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ یعنی علیؓ مجھسے اور مین علیؓ سے ہون جس سے اتحاد خاص
سمجہا جاتا ہے اور حدیث اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا بھی حضرت علیؓ کی ہی شان والا
مین ہے۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا لَوْلَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ یعنی اگر علیؓ نہ ہوتے تو آج عمر
ہلاک ہو جاتا۔ کہ ایک مسئلہ دینی مین حضرت عمرؓ کی جو رائے تھی اسمین غلطی تھی حضرت
علیؓ نے اوسپر تنبیہ فرمائی اور حضرت عمرؓ نے اوسکو تسلیم فرمایا اور یہہ قول مذکور فرمایا کہ اگر آج
علیؓ نہوتے تو مین ہلاک ہو جاتا۔ سبحان اللہ کیسا اتباع شریعت تھا اور کیا آپس مین
سب کے اتحاد تھا اور کیسے بے نفس تھے افسوس ہے رفاض کے حال پر کہ وہ سوا حضرت

[1] یہہ حدیث مشہور اور کتب حدیث مین موجود ہے اسواسطے حوالہ کتاب نہین دیا گیا ورنہ مشکوۃ مین ترمذی مین ابن ماجہ وغیرہ مین
موجود ہے جسکا دل چاہے دیکھ لے پس مرزا حیرت کا الزام حوالہ نہ دینے کا محض لغو ہے ۱۲ منہ

علیؓ کے سبکو بُرا کہتے ہین اور اپنی عاقبت خراب کرتے ہین اور علی ہذا خوارج کے حال پر سخت افسوس ہے کہ وہ حضرت علیؓ اور آپ کی اولاد کو بُرا کہتے ہین حتّٰی کہ بات بات پر وہ ملعون لعنت نکالتے ہین نعوذ باللہ منہ پس اہلسنت موافق مضمون خیر الامور اوسطہا کے افراط اور تفریط دونون سے علیحدہ ہو کر کسیکو بُرا نہین کہتے بلکہ سبکو اپنا سرتاج جانتے ہین۔ اسیواسطے جناب مرزا صاحب کی خدمت مین یہی عرض ہے کہ جیسے شیعہ سے آپ کا مقابلہ ہے اسیطرح خوارج کے اُصول اور انکے شُعبون سے بھی علیحدہ ہو جائے اور پورا طریق اہلسنت اختیار کیجیے چنانچہ کسی شاعر نے نصیحۃً کہا ہے ؎

در رہِ حق باش محکم اے جوان	تا بیابی نزدِ حق امن و امان
مذہب حق مذہب سُنّت بدان	از خروج و رفض شو نفرت کنان
رافضی خوارہ لعنت بود	ہرچہ گوید ہم بران لعنت فتد
خارجی را ہمچنین ملعون دان	گمرہ و مردود اند این ناکسان
راہِ سُنّت گیر مستحکم مدام	بر طرف باشی ازین ہر دو لئام
خارجی و رافضی ملعون شدند	خود ذلیل و خوار گوناگون شدند
دُور باش از صحبت این دشمنان	کن ذلیل این ہر دو را ہمچون سگان

جواب قول مرزا صاحب کا جو انہون نے کتاب خلافت شیخین مین لکھا ہے

اور یہہ جو مرزا صاحب نے اپنی کتاب خلافت شیخین مذکور لکھا ہے کہ امام حسین ع نے اپنے باپ کی خلافت حاصل کرنی چاہی اور اپنی اکیلی رائے پر نہایت ضد سے یہہ معاملہ کیا۔ یہہ متضمن طعن حضرت امام حسین علیہ السلام ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے انکار بیعت یزید سے بوجہ خواہش خلافت اپنے باپ کے کیا تہا سو یہہ غلط محض ہے کہ یہہ وجہ ہرگز نہ تھی بلکہ یزید کی بے دینی اور اوسکے فسق و فجور کے سبب سے انکار فرمایا تہا ورنہ

مرزا حیرت کا کلام طعن امام حسین پر نسبت جناب امام حسین کے کرنا اور امام کی طرف خواہش خلافت کی

لہ ان اشعار کے اس کتاب مین لکھنے سے ہر عام و خاص اسکے مولف کا اہل سنت و جماعت سے ہونا سمجھ لیگا مگر تعجب ہے کہ خود عقلی مرزا حیرت صاحب سے کہ یہہ دیکھکر بھی انہون نے مولف کو رافضی لکھدیا اور اپنا جھوٹا کذاب ہونا ظاہر کیا اور مصداق لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہوئے ۱۲ منہ

اس کے باپ معاویہؓ کی خلافت پر کیون راضی ہو جاتے کہ جب حضرت امام حسنؓ نے ترک
خلافت کر کے اوسکو سپرد کی تو اگر یھہ دلی خواہش ائمہ کی ہوتی تو بہائی سے درخواست کر کے
خلافت کا حاصل کر لینا بہت سہل تہا آپنے اوسوقت خاموشی کیون اختیار فرمائی پس
معلوم ہوا کہ اسکو دُنیوی مشغلہ سمجھکر امام حسینؑ بھی پسند نہین فرماتے تھے اور معاویہؓ دین کے
پابند تھے اسواسطے اُن سے کچھہ معارضہ نہ کیا یزید بے دین تہا مجبوراً اس کی مخالفت
لازم ہوگئی کہ لاطاعۃ فی معصیۃ الخالق ہے یعنی خدا کی نافرمانی مین کسیکی اطاعت نچاہیے
اور معصیت کرنے والے کا تابع بھی عاصی ہے کہ وہ اوس کا معصیت مین مددگار ہے
اسواسطے انکار بیعت یزید فرض ہو گیا اور یہہ کہنا کہ معاویہؓ نے یزید کے واسطے لوگون سے
بیعت کیون لی تھی اس کا جواب یھہ ہے کہ معاویہؓ کے سامنے یزید مخفی طور سے خلاف
شرع کے کام کرتا تہا اس واسطے انہون نے اوسکو نیک سمجھکر اوسکے واسطے لوگون سے
بیعت لی کہ امام حسین عم کا حال اون کو معلوم تہا کہ آپ نے پہلے ہی ترک کرنا خلافت
کا اختیار فرمایا ہے اب اس خرخشہ کو ہرگز بمقابلہ شغل معرفت الٰہی کے پسند نہ فرمائینگے
لہذا وہ اپنے بیٹے کو بظاہر نیک سمجھکر خلافت کے لائق جانتے تھے۔ اور یزید کو بہت
تاکید کی تھی کہ امام حسین عم کے خدمت اور ان کا اعزاز کرتے رہنا جیسا کہ وہ خود آپکا
نہایت اعزاز اور آپکی خدمت کرتے تھے بعد مین حضرت معاویہؓ کے علانیہ طور سے فاسق
فاجر ہو گیا اور مخالفت شریعت کی کرنے لگا اس واسطے حضرت امام حسین عم نے اوسکی بیعت
سے انکار کیا افسوس ہے کہ مرزا حیرت صاحب ایسے الفاظ مشعر طعن مثل لفظ نہایت
ضد وغیرہ کے جناب امام عم کے حق مین قلم سے نکالتے ہین جس سے آل بیت نبی سے انکو
ضد کا ہونا متوہم ہوتا ہے جو کار خوارج ہے اور اہل سنت سے بسا بعید ہے۔ اور یہہ لکہنا
کہ آپ اپنی ہی اکیلی رائے پر کوفہ کی طرف تشریف لیگئے تھے یہ بھی محض غلط ہے اسلئے کہ
امام حسین عم صرف اپنی رائے سے وہان نہین گئے تھے بلکہ جب قریب ڈیڑہ سو خطوط

جواب سوال

له جواب اعتراض ۱۲ ؎ انتظام امور متعلق خلائق ۱۲

مرزا حیرت کو شان امام والا مقام مین گستاخی کرنا

حضرت امام حسین نے شیعہ کی طرف سے مکہ مین بیٹھ کر جنگ کی تیاری نہیں کی

کے مسلمانان کوفہ سے آچکے تب آپنے ارادہ فرمایا تہا اور اوسپر بھی آپ نے حضرت مسلم بن عقیل رض کو جو آپکے چچازاد بہائی تھے پہلے روانہ کیا تہا کہ کوفہ والون کا حال معلوم کر کے لکھین جب اُن کا بھی خط اطمینان کا آگیا اور مخالفت کا ہونا یزید سے ضروری تہا تو لاچار آپ کوفہ کو روانہ ہوگئے اور غیب کا حال سوا خدا کے کسیکو معلوم نہین تو آمین امام حسین عم کا وہان روانہ ہونا صرف اپنی رائے سے ہرگز نہین ہوا ہے یہہ بھی مرزا صاحب کی سخت غلطی ہے اور ایسے الفاظ کا لکھنا شان امام والا مقام مین گستاخی اور بے ادبی کرنا ہی کیا مرزا صاحب کو یہہ معلوم نہین کہ آنحضرت صلعم نے اپنے تمام صحابہ رض کے واسطے فرمایا ہے اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِی اَصْحَابِی۔ یعنی بہت ڈرو اللہ سے اور اُسکے عذاب سے میرے اصحاب کے باب مین کہ اُنکو بُرا مت کہو اور ان کی توہین مت کرو پس جب عام صحابہ کا بُرا کہنا آپ کو پسند نہوا تو خاص اپنے جگر گوشہ امام حسین ع کے حق مین ایسے الفاظ طعن آمیز کسطرح آپکو پسند ہونگے۔ افسوس ہے کہ ہم اسبات مین شیعہ کو بُرا کہتے ہین کہ وہ اصحاب بنی عم مین سے خلفائے ثلثہ کو بُرا کہتے ہین مگر اَب مثل مرزا صاحب اہل سنت نام کے جو خاص جگر گوشہ آنحضرت صلعم کی شان مین مشعر طعن الفاظ لکھنے سے کچھہ خوف نہین کرتے تو اونکو کیا کہین سوا اسکے کہ وہ اہل سنت ہی نہین ہین بلکہ خوارج مین سے حقیقۃً ہین مسلمانونکے بہکانیکو تقیہ سے اہل سنت مین داخل ہونا چاہتے ہین خدا تعالے ان کو ہدایت کرے اور امام حسین عم کی تنہا رائے تو جب ہوتی کہ آپ تن تنہا سب سے مخالف ہوکر تشریف لیجاتے آپ تو بیاسی[1] آدمیون کے قافلہ سے اوس طرف روانہ ہوئے ہین۔ جس مین آپکے بہائی عباس رض اور عثمان رض اور محمد رض وغیرہ ابنائے امیر المومنین علی بن ابیطالب رض اور آپکے بھتیجے قاسم رض اور عبد اللہ وغیرہ ابنائے امام حسن رض اور بنو عقیل برادران مسلم بن عقیل رض موجود تھے اور آپکے پاس مکہ مین کوئی لشکر سوا اپنے

[1] یہ تعداد اور دیگر حالات معرکہ کربلا کے ہمنے کتاب تقریر الشہادتین مولفہ مولوی سلامۃ اللہ صاحب کانپوری رح سے لکھے ہین نہ کتب ملکو بھی رافضی لکھدین اور شاہ عبد العزیز صاحب کو بھی شیعہ بتلادین تو اسکا سوا انکے خارجی کہنے کے کچھہ علاج نہین ہے ۱۲ منہ

بھائیون اور اہل خاندان گئے نہ تھا سو وہ سب آپ کی رائے کے شریک تھے اس صورت
مین آپ کی اکیلی رائے کس طرح متصور ہو سکتی ہے مگر جو تقدیری امر تھا وہ ہو کر رہا کہ
اوس وقت یزید دمشق مین تخت سلطنت پر متسلّط تھا اور شروع تسلّط اوس کا سنہ مین
ہو گیا تھا اُسنے اپنی بیعت لینے کو خطوط اپنے عاملون کو لکھے تھے مگر بوجہ اوسکے فاسق
ہونیکے کہ شُرب خمر اور زنا وغیرہ کا مرتکب تھا اکثر مسلمان اُس سے متنفر تھے چنانچہ مدینہ مین
بھی اس کا عامل ولید بن عقبہ امام حسین عم کو یزید کی بیعت کے واسطے بموجب خط یزید کے
کہنے لگا تو آپ وہانسے مکہ مین آئے یہان جب اہل کوفہ کے بکثرت خطوط آئے اور سب نے
ساتھ دینے کا مستحکم وعدہ لکھا تو آپنے حضرت مسلم بن عقیل رح کو روانہ کیا کہ اصل حال
وہان دیکھکر لکھین جب انہون نے بھی اپنے اطمینان سے آپکو بلانے کا خط لکھا اور
اُنکی رائے بھی آپکی رائے کے شریک ہوئی اوسوقت آپ تشریف لے گئے وہان یہہ
صورت ہوئی کہ جب نعمان بن بشیر نے جو یزید کا عامل کوفہ کا تھا حضرت مسلم بن عقیل
کی طرف سے چشم پوشی کی اور یہہ خبر کسی نے یزید کو پہنچادی تو اُسنے نعمان مذکور کو معزول
کرکے بجائے اسکے عبید اللہ بن زیاد کو جو اکثر عبید اللہ بن زیاد یا ابن زیاد کے نام سے ہی
مشہور ہے بہیجدیا وہ رات کو بلباس اہل حجاز حیلہ سے کوفہ مین داخل ہوا چنانچہ کوفہ والون
نے جو حضرت امام حسین عم کے منتظر تھے اوسکو امام حسین ع گمان کرکے مرحبا لک یا ابن
رسول اللہ کہا وہ خاموش دار الامارہ مین داخل ہو گیا اور صبح کو اُسنے سبکو جمع کرکے
یزید کا فرمان سنایا اور مخالفت یزید سے ڈرایا اور سبکو تنبیہ کی اور حیلہ و مکر سے جماعت
حضرت مسلم بن عقیل رح کو متفرق کر دیا حتی کہ وہ تن تنہا رہگئے سب کوفہ والے علیحدہ ہو گئے
جسکے چند سخت پریشانیون کے بعد وہ معہ اپنے دونون بیٹون محمد اور ابراہیم کے ابن زیاد
شقاوت بنیاد کے حکم سے قتل ہو کر درجہ شہادت پر پہونچے انا للہ وانا الیہ راجعون - یہہ
واقعہ سوم ماہ ذی الحجہ کو ہوا اتفاق سے اُسی روز حضرت امام حسین عم کوفہ کی طرف روانہ

ہو چکے تھے اثنائے راہ مین حضرت مسلمؓ کے شہید ہو جانے کی خبر پہونچی تو آپنے اہل کوفہ کی طرف سے شبہ کر کے لوٹنے کا ارادہ بھی فرمایا مگر حکم تقدیری کب لوٹ سکتا ہے اسمین بنو عقیل جو آپکے ساتھ تھے حضرت مسلمؓ کی خبر قتل سنکر مُصر ہو گئے کہ ہم ہرگز لوٹ کر نجائینگے تا وقتیکہ اپنا بدلہ نہ لینگے - یا ہم بھی وہان قتل ہو جائینگے اور اب حضرت امام حسین عم کو ہر طرح سے مشکل پیش آئی کہ نہ آگے جا سکتے ہین نہ لوٹ سکتے ہین اور یہہ گمان غالب تھا کہ اب لشکر یزید عجب نہین کہ راہ مین ہی ہمین واپسی کی صورت مین بھی گھیر لے اور بیعت یزید پر مجبور کرے تو آپ لاچارتن بتقدیر اور راضی برضائے الٰہی ہو کر اس گمان پر کہ غالباً اہل کوفہ میرے پہونچنے پر ضرور ساتھ دینگے آگے کو ہی چلدئے جب کوفہ سے دو منزل کا فاصلہ رہا تو حُر بن یزید ریاحی آپ کو ملا جسکے ساتھ ایکہزار سوار تھے اسنے آپ کو ابن زیاد کے پاس چلنے پر مجبور کیا اور کہا کہ مین حکم سے مجبور ہون آپ نے فرمایا کہ مین یہان اہل کوفہ کے کثرت سے خطوط بھیجنے پر آیا ہون اب اگر وہ راضی نہین ہین تو مین واپس چلا جاؤنگا - حُر نے کہا کہ مجکو خطوط کی خبر نہین ہین آپکو بغیر وہان لیجانیکے نہین چھوڑ سکتا ہون اور باہم کلام طویل ہونیکے بعد حضرت امام حسین عم کوفہ کی طرف سے لوٹ کر دوسری جانب چلے اور ایک مقام پر جا کر ٹھیرے جسکو کربلا کہتے تھے[ف] یہ دوسری تاریخ محرم کی تھی اور وہ حُر بھی معہ لشکر کے وہین آپ کے مقابلہ پر ٹھر گیا آپ کا ساتھ نچھوڑا اور آخر تک یہی رہا کہ لشکریان یزید نے آپکو نہین چھوڑا تو اب مرزا صاحب کا وہ قول کہ امام حسین عم کربلا سے قسطنطنیہ کو چلے گئے تھے کسطرح متصور ہو سکتا ہے پھر اُسکے بعد حُر مذکور نے ابن زیاد شقاوت بنیاد کو اس کیفیت کی خبر دی تو اُسنے امام حسین عم کو خط لکھا کہ یزید کی بیعت قبول کر دو ورنہ بہتر نہو گا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اس کا جواب نہین ہے یعنی مین اوسکی بیعت قبول نہین کر سکتا یہہ جواب جب ابن زیاد کے پاس گیا تو وہ اور زیادہ غصہ ہوا اور لشکر تیار کیا اور عمر بن سعد منحوس کو جو والی مُلک رَی تھا مقابلہ امامؑ پر مامور کیا اُسنے اول کچھہ مقابلہ امامؑ سے انکار بھی

حر بن یزید ریاحی کا ملنا

جناب امام حسینؓ کا کربلا میں پہونچنا

ابن زیاد کا خط امام حسینؓ کے نام

عمر بن سعد کا مقابلہ امام کے لئے مقرر ہونا

ف امام حسینؓ نے اس مقام کا یہ نام سنکر فرمایا ہذا موضع کرب و بلاء ۱۲

کیا مگر آخر کار بطمع حکومت راضی ہو گیا اور لشکر لیکر مقابلہ امام علیہ السلام کو کربلا مین فرات کے کنارہ پر
جا پڑا اور امام علیہ السلام کے قافلہ والون سے پانی روک دیا جس سے وہ نہایت تنگ ہو کر العطش
العطش پکارنے لگے اور جب اہل قافلہ امام علیہ السلام نے جنگ کا یقین کر لیا تو اپنے گرد ایک خندق
کہود لی اور ایک جانب چہوڑ دی جسطرف سے جنگ کا موقع سمجہا اور ابن زیاد نے لشکر بہیجنا
شروع کر دیا یہان تک کہ ابن سعد مذکور کے پاس بائیس ہزار سوار اور پیادے جمع ہو گئے
اور چار طرف سے اہل قافلہ امام علیہ السلام کو گھیر لیا اور ہجوم کرنا اور قتال شروع کر دیا اور امام حسین علیہ السلام
کی طرف کا ایک ایک آدمی اس قدر لشکر کے مقابلہ مین آ کر یکے بعد دیگرے بہت سے ان مردودنکو
جہنم رسید کر کے جام شہادت سے سیراب ہونے لگا حتی کہ جب آپ کے ساتہیون مین
سے قریب پچاس آدمیون کے شہید ہو چکے تو اوسوقت امام حسین علیہ السلام نے لشکر ابن سعد
منحوس سے مخاطب ہو کر باواز بلند فرمایا[1] کہ کیا تم مین سے کوئی بھی آل بیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہین دیتا ہے یہہ سنکر حر بن یزید جو پہلے امام حسین علیہ السلام کے
مقابلہ مین آیا تہا اپنے گہوڑے پر سوار حاضر خدمت امام حسین علیہ السلام ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا
ابن رسول اللہ مین ہی آپ کا اول مقابل ہوا تہا اور اب مین ہی اول آپکے قدمون مین آ کر
امیدوار شفاعت آپکے جد مکرم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون - یہان ہر ذرا صاحب کو
غور کر لینا چاہیے کہ آدمی امیدوار شفاعت نبوی کا کس محبت سے ہو سکتا ہے - غرض وہ
آپ کے خادمون مین ہو کر ابن سعد کے لشکر سے خوب لڑا اور بہت سے شیاطین لشکر
یزید کو جہنم رسید کیا آخر مین آپ بھی مع اپنے بہائی اور بیٹے اور غلام کے شہید ہو گیا پہر
ہنگامہ جنگ گرم ہوا اور طرفین سے بکثرت مقتول ہوئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے
بہائی محمد اور عبد اللہ اور جعفر وغیرہ اور آپکے بیٹے علی اکبر اور بنو عقیل رضی اللہ عنہم سب شہید
ہو چکے اور ایک بیٹے آپ کے صغیر سن عبد اللہ[2] نام پہلے آپکی گود مین ہی کسی شقی کے تیر لگنے

[1] یہ باواز بلند اُنکو آپکا فرمانا اتمام حجت کے واسطے تہا نہ بے صبری اور عدم استقلال سے ۱۲ [2] انکو ہی علی اصغر کہتے ہین ۱۲

سے شہید ہوچکے تھے۔ غرض جب آپ تن تنہا رہگئے تو شیر غران کی طرح آپ بھی میدان جنگ مین جا موجود ہوئے اور اُن شیعان شیطان کو للکار کر فرمایا کہ آؤ کون مقابلہ مین آتا ہے تو مخالفین نے چار طرف سے آپکو گھیر لیا اور دور سے تیر باری شروع کی جس سے تیرونکے زخم بکثرت آپ کے بدن مبارک پر لگے اور آپ اوسیطرح لڑتے رہے اور بہا مردودونکو مقتول اور مقبول جہنم کرتے رہے اوس مین بعض اشقیانے خیمہ مستورات پر حملہ کرنا چاہا تو آپ نے بلند آواز سے جھڑک کر فرمایا کہ اے لشکریان ابلیس تم سے مین لڑتا ہون مستورات تم سے نہین لڑتی ہین تو یہہ کیا نامردی ہے کہ تم اُنپر حملہ کرتے ہو یہہ سُنکر وہ آپکی طرف پھرے اور تیر باری اور نیزہ زنی کرنی بکثرت شروع کی اسمین کسی شقی کا تیر آپ کے گلے مین لگا جس سے آپ زخمون مین چور بے اختیار ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرے اور شبل بن یزید سر مبارک قطع کرنے کو مستعد ہوا تو آپ نے پوچھا کہ آج کیا روز ہے اُسنے کہا جمعہ ہے اور نماز جمعہ کا وقت ہے آپنے نیت نماز کی کرلی اور متوجہ خدا کی طرف ہوگئے اور اوس شقی مردود نے آپ کا سر مبارک قطع کر کے اپنے بھائی خولی بن یزید کو دیدیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ یہ واقعہ ہوش رُبا دسوین محرم روز جمعہ سنہ ۶۱ھ کو ہوا ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کی عمر اوسوقت چھپن سال کی تھی اور بعد قطع کرلینے سر مبارک کے خیمہ اہلبیت پر حملہ کر کے عورتون اور نو عمر بچون کو قید کرلیا۔

جناب امام حسین علیہ السلام کا سر قطع ہونا

نماز جمعہ کے وقت آپکا نیت نماز کرنا اور نماز ہی مین سر مبارک کاٹا جانا

شمع حرم لم یزلی را کشتند	پروردۂ آغوش نبی را کشتند
کردند خراب خانۂ دلہا را	نور دل مرتضےٰ علی را کشتند

از مخلصی مجمع مکارم مولوی محمد عبد السمیع صاحب مرحوم و مغفور

کم قیامت سے نہین شاہ شہادت تیری	دل پھٹا جاتا ہے سن سنکے مصیبت تیری
آہ اوسوقت پُر آشوب مین ہم کیون نہ ہوئے	دیکے تکبیر دل و جان کرتے رفاقت تیری
جسکے گھر کے ہون غلام آہ اسے قتل کرین	حیف قاتل ہوئی خود نانا کی اُمت تیری

رحم کچھ سنگدلون نے نہ کیا پر نہ کیا ۔۔۔ بھوک مین پیاس مین کیا کیا ہوئی حالت تیری

گھونٹ بھر پانی سے تازہ نہوی روح افسوس ۔۔۔ بھوک اور پیاس مین کی روح نے رحلت تیری

آہ محبوب خدا دیتے تھے جس پر بوسے ۔۔۔ ڈالدی خاک پہ وہ چاند سی صورت تیری

آہ بدبختون نے گھوڑون کے سمون سے روندا ۔۔۔ ریزہ ریزہ ہوئی ترکیب جسامت تیری

بے تمیزون نے کیا کچھ بھی نہ تیرا آداب ۔۔۔ کرتے جبرئیلؑ ادب سے تھے زیارت تیری

کیا ہوا اگر تجھے بدبختون نے پانی نہ دیا ۔۔۔ ہو گی محشر کو تو جاگیر مین جنت تیری

اشقیا تیری محبت کا مزہ کیا جانین ۔۔۔ قلب محبوب خدا مین تہی محبت تیری

رکھ سدا آل پیمبرؐ کی محبت بیدلؔ
پیش حق ہو گی یہ ایمان پہ حجت تیری

اسی واقعۂ دردناک قطعی الثبوت کے مرزا صاحب مخالف ہو کر امام عمؑ کا قسطنطنیہ مین کربلا سے چلا جانا بتلا رہے ہین۔ اب ناظرین خود غور فرمالین کہ یہ قول مرزا صاحب کا کس پایہ ثبوت کا ہے۔ اور اس سے کیا روسیاہی اور عاقبت کی تباہی مرزا جیرت اور انکے طرفدارونکے لئے لازم ہے کہ اگر وہ اپنے اس خیال فاسد سے باز نہ آئے تو ضرور سلاسل دوزخ مین مسلسل ہونگے اللہم احفظنا منہ اور یہ تمام حال کتاب سر الشہادتین مولفہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی مرحوم مین مذکور بالتفصیل ہے جسکی وجہ سے مرزا صاحب نے اوس کا تالیف شاہ صاحب سے ہونیکا ہی انکار کر دیا ہے مگر اس سے کیا ہوتا ہے کہ بہت سی معتبر کتابون سے شہادت امام حسین عمؑ کا ثبوت موجود ہے جسے بالتفصیل ہمنے ذکر کر دیا ہے اور خود شاہ عبد العزیز صاحب کی ہی کتاب فتاوی عزیزی اور تحفہ اثنا عشریہ مین بھی موجود ہے چنانچہ یہہ عبارت فتاوی عزیزی مطبوعہ مطبع مجتبائی واقع دہلی کے صفحہ ۹۰ مکتوب در حال ہمراہیان امام حسینؑ در واقعہ کربلا مین موجود ہے۔ (امام حسین علیہ السلام وقتیکہ در کربلا تشریف آوردند ہمراہ ایشان سہ پسر بودند علی اوسط امام زین العابدینؓ کہ دران وقت بیمار بودند۔ پسر

دوم علی اکبر ہشت ودو سالہ عمر داشتند جنگ کردہ شہید گشتند۔ پسر سوم علی اصغر کہ نام ایشان بعضے عبد اللہ گفتہ اند شیر خوارہ بودند حضرت امام ایشان را بسبب غلبۂ تشنگی در کنار گرفتہ زبان خود را برائے تسکین عطش در دہان ایشان می دادند کہ ناگاہ تیرے از جانب اشقیا بحلقوم معصوم رسیدہ در کنار پدر جان داد۔ الی وعباس بن علی کہ علمدار بودند از مزار حضرت امام عم در کربلا دو سہ تیر پرتاب روضہ ایشان جدا است۔[1]

غرض امام حسین عم کا کربلا مین شہید ہونا اور وہین آپ کا مزار مقدس ہونا کہ بدن مبارک آپکا وہین مدفون ہوا ہے اس عبارت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رح سے کہ کتاب فتاوی عزیزی مین موجود ہے بخوبی ثابت ہے تو کتاب سر الشہادتین[2] کے انکار تالیف شاہ صاحب سے کرنے پر شہادت امام حسین عم کا انکار نہین ہو سکتا ہے اور شیعون کی کار سازی جملہ کتب شاہ صاحب مین ثابت کرنے سے غالبا مرزا صاحب کو بھی شرم آئیگی۔ اور کتاب سر الشہادتین کے تالیف شاہ صاحب مرحوم سے ہونے کا انکار بھی محض غلط ہے کہ یہ صرف اسیوجہ سے ہے کہ بمقابلہ شاہ صاحب مرحوم کے مرزا صاحب کی بات کون سُننے لگا ہے دراصل یہ انکار صحیح نہین کتاب مذکور بے شک تالیف شاہ صاحب مرحوم سے ہے اور خود اس کا طرز عبارت ہی اسکو ثابت کر رہا ہے اور ہم اسکی تائید مین کتاب تواریخ حبیب الٰہ مولفہ جناب مولانا مفتی محمد عنایت احمد صاحب مرحوم اُستاد مولوی لطف اللہ صاحب متوطن علاقہ علیگڈہ کی عبارت ذیل پیش کرتے ہین کہ کتاب مطبوعہ مذکور کے صفحہ ۹۴ مین موجود ہے (بحسب ظاہر شاہ عبد العزیز صاحب کی تقریر سر الشہادتین پر اعتراض ہوتا ہے کہ اونہون نے لکھا ہے کہ کمال شہادت بذات خود آنحضرت صلعم کو حاصل نہین ہوا اسلئے کہ اگر شہادت جہریہ حاصل ہوتی تو اسلام مین بڑا فتور پڑتا اور اگر شہادت سریہ حاصل ہوتی تو شہادت کاملہ نہوتی اسلئے کہ کمال شہادت یہہ ہے کہ آدمی مسافرت مین قتل کیا جاوے اور اوسکے

[1] شاہ صاحب کی اس عبارت پر مرزا حیرت اور طرفداران حیرت غور فرماوین کیا شاہ صاحب نے مزار امام حسین عم کا بغیر شہید ہونیکے کسطرح قرار دیا ہے غلط ہے دادا یا اولی الابصار ۱۲ منہ

[2] اور تحفہ اثنا عشریہ کی عبارت بھی آخر مین بعنوان تذییل آتی ہے ۱۲

کہ کتاب سر الشہادتین کا تالیف شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم سے ہونا

تقریر اعتراض

تقریر جواب

گھوڑے کی کوچین کاٹی جاوین - اور اُور مصیبت کی باتین لکھی ہین - بعدازین اونہون نے لکھاہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے ذات حسنین رضی اللہ عنہما کو بجائے ذات جناب رسول اللہ صلعم کے قرار دیکے کمال شہادت کا بذریعہ اُنکے آپکو عنایت فرمایا انتہی [۱] - سو اعتراض یہہ وارد ہوتاہے کہ حدیث سے لقمہ زہر آلود کے کہانے کا اثر آنحضرت صلعم پر ثابت ہے جو ایک یہودیہ نے بکری کی دست کے گوشت کو زہر آلود کرکے آپکے کہانے کو بہیجا تہا اور آپ نے اُسمین سے کچھ کہالیا تہا چنانچہ آپکے وقت موت مین اسکا اثر غالب ہوا اور حصول شہادت سریہ آپکو بذات خود اُس سے متحقق ہوا اور امام جلال الدین سیوطیؒ وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ آپ کی موت بشہادت بسبب اثر زہر کے ہوئی - جواب اسکا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی طرف سے یہہ ہوسکتاہے کہ مقصود شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا یہہ ہے کہ شہادت سریہ علیٰ وجہ الکمال آپ کو بذریعہ امام حسن عم کے حاصل ہوئی اسلئے کہ کمال شہادت یہہ ہے کہ تاخیر نہ ہو ولہذا اذا ارتثاث [۲] یعنی یہہ کہ بعد زخمی ہونیکے تاخیر کرکے کچھہ دوا غذا کہاکے زخمی مرے تو وہ موجب نقصان شہادت کا شمار کیا جاتاہے پس اصل شہادت آپ کو حاصل ہوئی لیکن شہادت کاملہ جیساکہ مقتضی آپکے منصب عالی کا تہا بوساطت حضرت حسین رضہ کے حاصل ہوئی سریہ کاملہ بسبب حضرت امام حسن عم کے کہ صدمہ زہر سے بے امتداد مدت شہید ہوئے بخلاف آنحضرت صلعم کے کہ کئی برس بعد آپنے وفات پائی - اور جہریہ کاملہ بسبب امام حسین رضہ کے پس آپ کی شہادت شہادات جملہ انبیا و شہداے کاملہ ہوئی اور تقریر شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے صحیح [۳] ہے انتہی - یہہ سب عبارت جناب مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم کی ہے جو محققین زمانہ اور سرامد فضلائے عصر سے تھے اور اپنے زمانہ مین مسلمانون کے دینی امور مین معتمد علیہ اور مفتی شریعت تھے یہ کتاب تواریخ حبیب اٰلہ مفتی عنایت احمد صاحب ممدوح مرحوم کی ہمارے پاس ۱۲۷۹ھ کی مطبوع موجود ہے اور ۱۲۳۹ھ تاریخ وصال حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کی ہے تو زمانہ حضرت مفتی عنایت احمد صاحب کا قریب زمانہ شاہ صاحبؒ کے ہواہے اُنکو حال کتاب سرالشہادتین کا

[۱] یعنی ترجمہ عبارت کتاب سرالشہادتین کا ختم ہوا ۱۲ [۲] ارتثاث زخم کھاکر اوسیوقت نمرنا بلکہ کچھہ دوا یا غذا کہاکر یا علاج کچھہ دنون رکے مرجانا ۱۲ [۳] تعجب ہے کہ ایسے بڑے عالم فاضل تو شاہ عبدالعزیز صاحب کی تقریر سرالشہادتین کی عبارت کو فرمارہے ہین اور صحیح کہتے ہین اور مرزا صاحب اور اُنکے طرفدار جنکو مفتی عنایت احمد صاحبؒ کے شاگرد مولانا لطف اللہ صاحب ساکن علیگڑہ سے بھی کچھہ نسبت نہین اوسکو شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی تقریر نہین مانتے اور غلط بتلاتے ہین تو معلوم ہوا کہ یہہ اردو خوان صاحب تحقیق مین مفتی عنایت احمدؒ سے زیادہ ہین جو محض بیہودہ خیال ہے ۱۲ منہ

سند ثبوت تالیف کتاب سر الشہادتین از جناب شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم

ان مرزا صاحب سے زیادہ معلوم ہو سکتا ہے سو وہ اس کتاب کے تالیف شاہ صاحب مرحوم سے ہونے کی تصدیق فرما رہے ہین کہ یہہ ان کی عبارت ہے (عجب ظاہر شاہ عبد العزیز صاحب کی تقریر سر الشہادتین پر اعتراض ہوتا ہے) اور آخر مین لکھتے ہین کہ یہہ تقریر شاہ عبد العزیز صاحب کی صحیح ہے - پس ایسے محقق کامل کا یہ لکھنا اسکے تالیف شاہ صاحب سے ہونیکے واسطے شاہد عدل ہے اور جناب مولوی لطف اللہ صاحب کہ اسوقت مین سرآمد فضلائے عصر اور محققین کامل سے مسلم ہین علاقہ علیگڈہ مین مفتی عنایت احمد صاحب کے شاگردان رشید مین سے بقیہ حیات موجود ہین - اگر مرزا صاحب یہ دعویٰ فرماوین کہ کتاب تواریخ حبیب آلہ مین بھی شیعہ کی جعل سازی ہوئی ہے تو مولانا لطف اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت ہو سکتا ہے کہ یہہ عبارت بجنسہا مفتی صاحب مرحوم کی ہے یا نہین -

دوسری سند ثبوت تالیف کتاب سر الشہادتین از جناب شاہ عبد العزیز صاحب

ثانیاً کتاب تحریر الشہادتین مؤلفہ حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب مرحوم کانپوری شاگرد رشید حضرت[1] شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم کی ساٹھہ برس سے زیادہ کی طبع شدہ ہمارے پاس موجود ہے جو ترجمہ کتاب سر الشہادتین فارسی زبان مین ہے جس کا زمانہ تالیف غالباً عنقریب زمانہ شاہ صاحب کے ہے تو کیا آپکے ایسے خاص شاگرد کو بھی خبر نہوئی کہ یہ کتاب جعل سازی شیعہ سے منسوب بشاہ صاحب ہوئی ہے اور وہ اوسکو اپنے اوستاد کی کتاب بے خبری مین سمجھکر ترجمہ کرنے پر اور اوسکے شائع کرنے پر مستعد ہوگئے اور اوسکی غلطیونکو جو مرزا صاحب اپنے زعم مین سمجھتے ہین اپنے اُستاد کی طرف نسبت کردیا اور انکو ان غلطیونکی کچھہ بھی خبر نہوئی ایسے غلطی ایسے محققین کامل کی طرف نسبت کرنے اور کامل علما کو بیخبر بتلانے کی جرأت ان مرزا صاحب اور انکے ہمخیالون کو ہی ہو سکتی ہے بہر حال ہمارے واسطے یہہ دو عالم فاضل جلیل القدر جو اساتذہ علمائے روزگار سے ہین شاہد عدل اس کتاب سر الشہادتین کے تالیف شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم سے ہونیکے موجود ہین جنکے مقابلہ مین مرزا صاحب کوئی چیز نہین ہین پس کتاب سر الشہادتین کا تالیف شاہ صاحب مرحوم سے ہونا ثابت ہوگیا فَحَقَّ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا اور اس کتاب تحریر الشہادتین ترجمہ سر الشہادتین مین شاہ سلامت اللہ صاحب نے جناب شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کا یہہ قول نقل کیا ہے (حق اینست کہ اکتفا بر محض لعنت در حق یزید قصور است - زیرا کہ اینقدر جزائے مطلق قتل مومن متعمداً مقررہ کردہ اند

[1] اور اگر کوئی کہو کہ وہ مولانا اسحٰق صاحب کے شاگرد تھے تو اولاً یہہ غلط اور ثانیاً خاندان شاہ صاحب سے شاگرد ہونا انکا پھر بھی مسلم ہے

قال اللہ تعالیٰ وَمَن یَقتُل مُؤمِناً مُتَعَمِّداً فَجَزَاۤؤُہٗ جَہَنَّمُ خَالِداً فِیہَا وَغَضِبَ اللہُ عَلَیہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَاباً اَلِیماً ویزید را در فعل زیادؒ دستی است کہ غیر او را دست نداده انتہیٰ) اس سے جواز لعنت بریزید شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کے نزدیک ثابت ہوا تو اب سمجھہ لینا چاہئے کہ خوارج طرفداران یزید علیہ اللعن سے ہین کہ وہ بھی مخالفان حضرت علی اور اولاد علی رض سے ہین تو جو اصول اور شعبات اصول مذہب خوارج کا قائل ہوگا وہ بھی لشکریان یزید کے حکم مین ہوتے اور ساتھہ طوق لعنت کے پہننے کا بموجب اس مسئلہ جواز لعنت بریزید کے مستحق قرار دیا جاویگا۔ اس واسطے تمام اہل سنت کو ایسے بدعقائد سے علیحدہ رہنا واجب ہے۔ کہ جو قول اور فعل مین کسی کے ساتھہ رہنا اختیار کریگا وہ اوسکے حکم مین ہوگا۔ اب ہم بعض روایات لکھکر کچھہ مختصر حال اُن اشقیا شرکائے قتل امام حسین عم کا بیان کرتے ہین۔

روایت ہی۔ کہ بروز واقعہ شہادت امام عم ایک عورت جنیہ کے رونے کی آواز مین یہ شعر سُنا جاتا تہا ؎

مَسَحَ النَّبِیُّ جَبِینَہٗ۔ فَلَہٗ بَرِیقٌ فِی الخُدُودِ ✦ اَبَوَاہُ فِی عُلیَا قُرَیشٍ۔ وَجَدُّہٗ خَیرُ الجُدُودِ

یعنی یہ وہ پیشانی ہے جسکو پیغمبر خدا نے اپنا دست مبارک لگایا ہے۔ جسکی روشنی رخساروں مین اس شہید والامقام کے ظاہر ہے جسکے باپ دادا اعلے قریش مین سے اور نانا سب سے بہتر ہین۔ اور نیز بعض جنات کے رونے کی آواز مین سُنا گیا ؎

اَلَغِیُّ حُسَیناً ھَبَلاً ✦ کَانَ حُسَینٌ جَبَلاً

یعنی مین خبر حالت امام حسین عم کی پہنچا تا ہون جو گریہ کئے جانیکے قابل ہین اور وہ ثابت قدمی مین اور صبر و استقلال مین مثل کوہ ثابت قدم تھے۔ غرض ان اشعار کے نقل کرنے سے عام شہرت اور غم واقعہ ہذا کا بیان کرنا ہے کہ جنات تک مین اُسکا چرچا تہا اب نوع انسان مین سے بعض نافہم اسکے منکر ہین حیرت کا مقام ہے۔

روایت ہے کہ جب ابن زیاد مذکور نے امام عم کا سر مبارک دمشق مین یزید کے پاس بہیجا اور اسکے سامنے سر مبارک رکہا گیا تو اسنے ایک بید کی لکڑی جو اسکے ہاتہہ مین تھی آپ کے لب دندان پر لگا کر یہ کہا کہ اے ابو عبداللہ مجھے یہ گمان نہ تہا کہ تیری عمر یہان تک پہونچیگی کہ تیری ڈاڑہی اور سر کے بال مخضوب ہونگے۔ غرض جب تذلیل اور تحقیر جناب امام عم کی کرنے لگا اوسوقت ایک یہودی سوداگر بھی اس کی

ف زیادتی یہ ہے کہ خاص جگر گوشہ پیغمبر خدا صلعم کو ظلماً قتل کرایا تو جو سزا مطلق مومن کے قتل عمد مین ہے اس سے ہزار چند کا وہ مستحق ہے ۱۲

ذکر جواز لعنت بریزید علیہ ما علیہ

مجلس مین موجود تہا اُسنے کہا کہ یہہ کس کا سر ہے یزید نے کہا کہ یہ اوس کا سر ہے جو دعوی مقابلہ کا خلیفہ سے اور ارادہ خلافت کا اپنے واسطے رکہتا تہا سوداگر مذکور نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص صاحب شرافت تہا کہ اسکے چہرہ سے آثار شرافت نمودار ہین اسیواسطے اسکو خواہش خلافت کی تھی یزید نے کہا ہان یہ اشراف بنی ہاشم سے تہا اسنے کہا کہ اس صاحب سر کا نام کیا تہا اور اسکے مان باپ کون تھے۔ یزید نے کہا کہ اس کا نام حسین ع تہا اور اسکے باپ کا نام علیؓ اور مان کا نام فاطمہؓ تہا اسنے کہا کہ فاطمہؓ کون تہین یزید نے کہا وہ دُختر حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی تہین یہ سُنکر اُس سوداگر یہودی نے کہا تو معلوم ہوا کہ یہ صاحب سر تمہارے نبی کا فرزند تہا۔ یزید نے کہا ہان وہی تہا۔ یہ سُنکر سوداگر مذکور نے کہا اے یزید مین اولاد داؤد ع سے ہون یہودی میری تعظیم آج تک کرتے ہین حالانکہ مجہسے حضرت داؤدؑ تک ستر پُشتین گذری ہین۔ تمہارے نبی تو کل ہی اس جہان سے تشریف لیگئے ہین تمنے انکے فرزند کو ہی قتل کر دیا اور اہلبیت کی تذلیل کی اور قید کر رکہا ہے اور بچون اور عورتون کو مصیبت مین ڈالکر شہر بہ شہر ذلت سے پہرا رکہا ہے تم نہایت بد آدمی ہو یہ سُنکر یزید نے کہا کہ تو سوداگر غیر قوم کا ہے بدنامی سے ڈرتا ہون ورنہ تجکو قتل کرا دیتا اسنے کہا کہ تجہے غیر قومون کا خیال ہے اور اپنے قوم اور اپنے نبی کی اولاد کا خیال نہوا اور اب تک یہہ سمجہتا ہے کہ تو بدنام نہین ہوا تو ایسا بدنام ہوا ہے کہ قیامت تک بدنام رہے گا۔

روایت قول سفیر قیصر روم

اور نیز روایت ہے کہ قیصر روم کا ایک سفیر بہی اوس وقت یزید کے پاس موجود تہا جب وہ سر مبارک کی تحقیر اور توہین کر رہا تہا اس سفیر نے بہی اصل حال معلوم کر کے کہا کہ اے یزید ایک سُم خر عیسی ع کا بعض جزائر مین موجود ہے ہم آجتک اس کی تعظیم کرتے ہین اور زر و جواہر اسپر چڑہاتے ہین تمنے اپنے نبی زادہ کے ساتھ یہہ حرکت کی جو کوئی نہین کر سکتا ہے۔ لعنت ہے تجپر اور تیرے ساتہیون پر۔ یزید نے اوسے بھی یہی کہا کہ اگر تو سفیر قیصر روم کا نہوتا تو قتل کیا جاتا اُسنے کہا سُبحان اللہ قیصر روم کی عزت کا تجکو خیال ہے اور اپنے نبی زادون کی عزت کا خیال نہوا یہہ سُنکر سفیر مذکور وہان سے چلدیا اور یزید پلید نے سر مبارک امام حسینؑ کو مع قافلہ عورتون اور بچون کے جنمین امام زین العابدین ع بھی تھے

حضرت شہر بانو کا زنان اہلبیت کے ساتھ کوفہ اور بلاد شام مین جانا

مدینہ کو روانہ کردیا اور حضرت شہر بانو زوجۂ امام عم بھی دیگر زنان اہلبیت کے ہمراہ تھین جسکی تصریح صاحب تحریر الشہادتین نے کی ہے اور شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم کی کتاب فتاوی عزیزی مین ہے او شہر بانو زوجۂ امام عم و دیگر زنانِ اہلبیت ہمراہ بودند در بلاد شام رفتند انتہی۔ جب وہ منازل بعیدہ طے کرکے مدینہ منورہ کے قریب پہونچے مدینہ منورہ کے صغار و کبار استقبال کو دوڑے اور جب قافلہ مدینہ مین پہونچا تو اوسوقت مدینہ مین نمونۂ حشر تہا۔ چار طرف سے رونے کی آواز تھی جسکے لکھنے سے قلم کا سینہ شق اور زبان دریدہ ہے۔ بالآخر سر مبارک کو کفن دیکر حضرت فاطمہ زہرا رض کے پاس دفن کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امام حسین کی لاش کو کفن دیکر دفن کرنا

روایت ہے کہ ابن زیاد مذکور کے حکم سے لشکریون نے امام والامقام کی لاش پر گھوڑے دوڑائے جس سے آپ کی لاش کے ریزے ریزے ہوگئے اور تین روز کے بعد کربلا کے قریب کے بعض دیہات والون نے لاش مبارک امام والامقام کو کفن دیکر اوسی میدان مین دفن کردیا۔

روایت ہے کہ جب زنانِ اہلبیت بحالت اسیری بے پردہ اونٹون پر سوار کوفہ کے بازارون مین پہونچین تو اہل کوفہ یہہ حالت دیکھکر بہت روتے تھے حضرت ام کلثوم رض نے یہہ حال دیکھکر کہا کہ اے کوفہ والو اب کیا روتے ہو۔ یہہ تمام ظلم ہمپر تمہارے ہی ہاتھون سے ہوا ہے اور چند عربی اشعار پڑہے جنکا ترجمہ یہہ ہے ؎

جواب چیست شمارا اگر سوال کند ۔۔۔ محمد عربی از شما بروز جزا

کہ آن چہ بود کہ با اہلبیت من کردید ۔۔۔ چو من بملک بقا رفتم از سرائے فنا

جزائے آنکہ شمارا بحق نمودم راہ ۔۔۔ روا بود کہ چنین ہا بمارسد زشما

روایت ہے کہ جب یہہ واقعہ ہوش ربا اور سانحۂ جانفرسا شہادت امام علیہ السلام کا واقع ہوا تو آثار قہر آلہی نمودار ہوئے اکثر جگہہ سے آسمان سے خون برسا اور پتھرون کے نیچے سے تازہ خون نکلا ہاتف غیبی کے رونے کی آوازین سنتے تھے اور بعض کہتے ہین کہ تین روز تک اثر تاریکی اور اندھیرا رہا اور اسکے سوا بہت سے آثار قہر آلہی ظاہر ہوئے اور جس قدر شرکائے قتال امام حسین عم تھے سب

طرح طرح کے مصائب مین مبتلا ہوئے کوئی مقتول ہوا کوئی اندہا ہوا کوئی غلبۂ تشنگی سے العطش العطش کہتا ہوا مرگیا اور چہہ سال کے بعد معرکہ کربلا سے مختار بن عبید ثقفی نے جب کوفہ پر اعیان یزید کو زیر کر کے تسلط کیا تو ابن زیاد شقاوت بنیاد اور عمر بن سعد سردار لشکر ابن زیاد اور قیس بن اشعث اور خولی بن زید اور شمر ذی الجوشن وغیرہ سبکو قتل کیا اور اونکی لاشون پر گھوڑے دوڑائے جس سے اُنکی ہڈیون کے ریزے ریزے ہو گئے اور تمام شرکائے قتل امام حسین عم کو ڈہونڈ ڈہونڈ کر قتل کیا اور حکم عام قتل کا دیدیا کہ جس کسیکو ان مین سے پاؤ بے تامل قتل کر ڈالو۔ بہت سے لوگ بہاگ کر بصرہ مین گئے تو وہان بھی لشکر مختار نے اُن کا تعاقب کیا اور جہان پایا مار ڈالا اور اُنکے گھر لوٹ لئے اور خان ومان اُن کا سب تباہ ہو گیا اور اپنے کیفر کردار کو پہونچگئے اور خولی بن یزید کے ہاتہہ پاؤن کاٹ کر مار ڈالا اور اُسکا بدن جلا دیا گیا اور شمر وغیرہ کا سر کاٹ کر محمد بن حنفیہؓ کے پاس بہیجدیا الغرض سب بہزار ذلت وخواری مارے گئے اور خسر الدنیا والآخرہ ہو گئے۔ تو اب مرزا صاحب کی خدمت مین عرض ہے کہ اس عبرت انگیز قصہ کو معلوم کر کے الزام بہاگ جانے وغیرہ خلاف شان امام والامقام سے توبہ کرین کہ ؎

خذ ادحذ ادمن بطشی وفتکی	هی الدنیا تقول بملاء فیها

یعنی یہہ دُنیا اپنا مُنہ بہر کر کہتی ہے کہ اے مخاطب تو میری سخت پکڑ اور ناگہانی گرفت سے خائف رہ بیفکر مت ہو۔ لہذا ہم نصیحۃً یہہ بات لکہتے ہین کہ عقل وادب کا پاس ہونا واجب ہے۔ بزرگون کی شان مین گستاخی کرنا خصوصًا علمائے دین کو برا کہنا اور مجنون وغیرہ بوجہ اپنی مخالفت کے بتلانا اور مقران شہادت کو رافضی وغیرہ لکہکر روسیاہ دارین ہونا سخت بے عقلی اور کور باطنی ہے ؎

افضل من عقله ومن ادبه فقد اما لممات اجمل به	ما وهب الله لامرئ هبة هما جمالان للفتی ولئن

(تذییل)

اب ہم بعض توہمات طرفداران مرزا حیرت کے بیان کرتے ہین جو اونکو بوجہ غلبۂ تعصب کے موجب خلجان نسبت تالیف کتاب سر الشہادتین مین بطرف شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ ہو رہے ہے

مختار بن عبید ثقفی کا تسلط اعیان یزید پر اور مخالفان حسین علیہ السلام کو قتل کرنا

قتل خولی بن یزید کا ہاتہہ پاؤن کاٹکر مار ڈالنا

نصیحت

ہین اور اونسے ہی مادہ توہم و تحیر متشکل بصورت حیرت بنکر اونکے پیش نظر رہتا ہے جس سے وہ انکار نسبت تالیف کتاب سر الشہادتین بطرف شاہ عبد العزیز صاحب محدث رح کرتے ہین اور ہمنے پہلے لکھدیا ہے کہ ہمارا اصل مقصد اثبات شہادت حضرت امام حسین رض ہے پس اگر تالیف شاہ صاحب مرحوم سے ہونے مین اوس کتاب کے مرزا صاحب اور اونکے طرفدارون کو تردد ہو تو اوس سے قطع نظر کرکے دوسری کتب معتبرہ صحیحہ مثل بخاری شریف اور ترمذی شریف وغیرہ پر یقین کر لیا جائے کہ اونمین ثبوت شہادت کی احادیث صحیحہ موجود ہین جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اور شاہ صاحب کی مصنفہ مشہور اور مسلمہ کتاب تحفہ اثنا عشریہ مین بھی موجود ہے چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ مطبع فخر المطابع ۱۲۶۸ھ کے صفحہ ۲۸ مین یہہ عبارت موجود ہے (و بعد از وے داعی این فرقہ کیسان و مختار اند و قصہ دعوت ایشان آنست کہ چون حضرت امام حسین رض سید الشہدا از دست اشقیائے شام و عراق منصب شہادت یافت کیسان کہ سابق حال او مذکور شد ادعا نمود الخ) اس عبارت سے صراحۃً شہید ہونا حضرت امام حسین رض کا حسب تحقیق شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رح کے ثابت ہے پس اگر وہ سر الشہادتین مین جعل سازی شیعہ کے قائل ہین اور اوس کی تالیف شاہ صاحب ہونے مین تردد ہے تحفہ اثنا عشریہ کے تالیف شاہ صاحب سے ہونے مین تو کچھہ تردد نہین ہے ورنہ تحفہ کے دیگر بیانات مین بھی تردد لازم ہوگا اور یہہ کہنا کہ بخاری وغیرہ کتب حدیث کا اعتبار نہین اور تحفہ مین شاہ صاحب نے یہ کسی دوسرے کا قول نقل کر دیا ہے جیسا کہ ایک طرفدار قول مرزا حیرت نے مجھسے کہا ہے اسکو اہل علم خود غور کرلین کہ کس درجہ کی لغو بات ہے اہل فہم خود سمجھہ سکتے ہین اب ہم اونکے توہمات کا جواب بالتفصیل لکھتے ہین اور خدا پر نظر رکھتے ہین کہ وہی اپنی قدرت سے اونکو ان توہمات بیجا سے بچائے اور راہ راست پر لائے - آمین -

اعتراض اول - اُن مین سے ایک صاحب حیرتی مذہب کا یہ قول ہے کہ اگر تم یہ کہتے ہو کہ حدیث پیشین گوئی شہادت حضرت امام حسین رض کی جو بواسطہ حضرت اُم الفضل کتاب مشکوٰۃ شریف مین بحوالہ بیہقی مروی ہے صحیح ہے اور یہہ خبر شہادت کی بواسطہ وحی جبرئیل عم کے معلوم ہوئی ہے

عبارت کتاب تحفہ اثنا عشریہ

اعتراض اول

تو وہ وحی قرآن شریف مین کیون موجود نہین ہے کہ وحی کا قرآن مین پایا جانا ضرور ہے ورنہ وہ وحی نہین ہے - اس کا جواب یہہ ہے کہ ہر وحی کا قرآن شریف مین پایا جانا ضرور نہین ہے اسلیے کہ وحی کی دو قسمین ہین ایک وحی متلو دوسرے وحی غیر متلو - اور وحی متلو قرآن ہے اور وحی غیر متلو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ آیت وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى [۱] سے کل فرمودہ جناب رسالت مآب صلعم کا وحی ہونا ثابت ہے اور سب قرآن مین موجود نہین پس یہہ اعتراض حدیث پیشین گوئی شہادت پر کرنا کہ اگر وہ بواسطہ وحی کے ہے تو قرآن مین اُسکا پایا جانا چاہیے ورنہ غلط ہے - دال ناواقفیت پر ہے - اہل علم سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کتاب نور الانوار مطبوعہ کے صفحہ ۵ مین ہے والوحی اما متلو وهو الكتاب او غیرہ وهو السُّنَّة یعنی وحی دو قسم کی ہے ایک متلو اور وہ قرآن ہے - دوسری غیر متلو اور وہ حدیث نبوی صلعم ہے اسپر وہ نادانی سے یہہ فرمانے لگے کہ اگر حدیث نبوی بھی وحی ہوگی تو حدیث کا مثل قرآن کے ہونا لازم آیگا اور مثل قرآن کے ہونے سے اعجاز قرآن مین نقصان ہوگا اور آیت فاتوا بسورة من مثله کے مقابلہ مین حدیث مثل ہو جائیگی - اس کا جواب یہہ ہے کہ یہہ مثلیت صرف وحی ہونے مین ہے نہ اعجاز فصاحت و بلاغت مین اور آیت فَأْتُوا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ مین مثل قرآن کے اعجاز فصاحت و بلاغت مین مراد ہے اور ایک چیز مین مثل کہنے سے سب باتون مین مثل کہنا لازم نہین آتا - پس اہل انصاف خود غور فرمائین کہ توہمات اور اعتراضات حیرتی مذہبون کے کس قسم کے لچر اور پوچ اور محض لغو ہین -

اعتراض دوم - آیت قرآنی اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ سے جب ثابت ہے کہ جملہ کمالات آنحضرت صلعم کو عطا فرماوئے گئے پھر یہہ کہنا صاحب کتاب سر الشہادتین کا کہ ایک کمال شہادت کا حاصل نہین ہوا مخالف آیت مذکور کے ہے کہ جب وہ کمال بعد مین بواسطہ سبطین رضو کے حاصل ہوا ہے تو لفظ الیوم اکملت کے کیا معنی ہونگے - اس کا جواب یہہ ہے کہ اس آیت مین خطاب خاص پیغمبر خدا صلعم کو نہین ہے بلکہ تمام اُمت محمدیہ کو مخاطب کیا گیا ہے

[۱] کوئی بات پیغمبر خدا صلعم اپنی خواہش سے غیب کے متعلق نہین فرماتے بلکہ جو کچھ فرماتے ہین وہ وحی خداوندی سے ہوتا ہے ۱۲

جیساکہ لفظ لکم اور علیکم کی ضمیر جمع حاضر سے اہل علم پر ظاہر ہے اور یہ آیت بعد تمامی نزول احکام دین اسلام کے نازل ہوئی ہے جس کا احسان باری تعالیٰ کل مسلمانان اُمت محمدیہ پر کہ تا قیامت ہونگی فرماتا ہے کہ ہمنے اب تمہارا دین کامل کر دیا اور تمام احکام اسلام نازل فرما دیئے جو بتدریج یکے بعد دیگرے پیغمبر خدا صلعم کی آخر عمر شریف تک بواسطہ جبرئیل عم کے آتے رہے پس اس تکمیل دین کی خبر لفظ (اکملت لکم دینکم) ہے اور اس نعمت تکمیل دین کا احسان اولاً اوس وقت کے موجود لوگون پر اور بواسطہ اُنکے اونکی اولاد پر سب پر فرمایا گیا ہے۔ غرض اس آیت مین تکمیل کمالات نبوت کا کہین ذکر نہین بلکہ اس مین بعد بعثت کے زمانہ کا ذکر اعطائے احکام دین کا ہے تو صرف لفظ الیوم اکملت سے عوام کو دہوکے مین ڈالنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ اور اگر کوئی کمالات نبوت کی تکمیل بھی اس مین شامل کریگا تو امت کو بھی کمالات نبوت مین شریک پیغمبر خدا کا بموجب لفظ اکملت لکم کے کہنا لازم ہوگا جو صریح البطلان ہے ورنہ ضمیر جمع لکم کا لانا غلط ہوگا۔ علاوہ برآن اس سے یہہ خرابی لازم آئیگی کہ پیغمبر خدا قبل نزول آیت ہذا کے مکمل بکمالات نبوت نہ تھے کہ لفظ الیوم اکملت سے صاف یہی ظاہر ہے ورنہ قید الیوم کی بیکار ہوگی نعوذ باللہ منہ۔ اور آپ کو پیشتر سے مکمل بکمالات نبوت نہ کہنا اور آخر عمر شریف مین حصول کمالات کا اعتقاد رکھنا آیت تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ کے منافی ہے کہ مفسرین نے ورفع بعضہم درجات کا مصداق پیغمبر خدا صلعم کو ہی کہا ہے جیساکہ تفسیر جلالین مین ہے ورفع بعضہم اے محمدا صلی اللہ علیہ وسلم درجات علی غیرہ بعموم الدعوۃ وختم النبوۃ بہ وتفضیل اُمتہ علی سائر الامم والمعجزات المتکاثرۃ والخصائص العدیدۃ یعنی بعض انبیا کو بہت سے درجے دیئے مراد ان سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہین کہ اونکو دیگر انبیا سے ممتاز بعموم دعوت کیا ہے کہ کل بنی آدم اور جنات کیطرف آپ مبعوث ہوئے ہین اور دیگر انبیا خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے ہین اور آپ پر نبوت ختم کی گئی ہے کہ آپکے بعد دوسرا نبی نہ آویگا اور پہلے نبیون کے بعد دوسرے نبی آتے رہتے تھے اس وجہ سے دین مین نقصان نہین آتا تھا تو یہ کہنا کہ جب پیغمبر خدا صلعم کے واسطے خود کمال شہادت کا

حاصل ہونا موجب کسر شوکت اسلام اور اختلال دین تہا تو دوسرے انبیا جو مثل حضرت زکریاؑ وغیرہ کے شہید ہوئے ہین اونسے کسر شوکت اسلام اور اختلال دین کا کیون خیال نہین کیا گیا محض غلط ہے اسلئے کہ اوسوقت یکے بعد دیگرے انبیا آتے رہتے تہے - ایک شہید ہوا دوسرا نبی اوسیوقت اوس کی جگہہ قایم ہوگیا یا پہلے سے ہی مثل ہارون عم کے تائید کے لئے ساتہہ موجود رہتے تھے تو اِنپر قیاس کر کے پیغمبر آخرالزمان کے واسطے بذات خود شہادت کا جائز کہدینا قیاس مع الفارق ہے جسکو اہل تمیز ہی تمیز کر سکتے ہین چنانچہ غزوہ احد مین شیطان لعین نے ایک شخص کی شکل مین متشکل ہوکر یہہ جہوٹی خبر شائع کردی تھی (الا ان محمدًا قد قتل) یعنی خبردار ہوجاؤ کہ محمدؐ بے شک قتل کئے گئے - اس سے ایسا انتشار لشکر اسلام مین ہوا اور اختلاف باہمی نے رنگ دکہایا تہا کہ انقلاب عظیم کا کہٹکا ہوگیا تہا اور فتح و نصرت کا ڈہنگ منعکس بانہزام و شکست معلوم ہونے لگا تہا کہ جلدی ہی اس خبر کا جھوٹ کہل گیا اور پریشان طبعتین مطمئن ہوگئین پس اگر درحقیقت یہ صورت شہادت پیش آتی بلاشک سخت اختلال دین مین اور کسر شوکت اسلام وقوع مین آتا اور یہہ کہنا کہ صحابہ اُسکے کفیل ہوجاتے محض نادانی کی بات ہے کہ رسول کا کام رسول ہی کرسکتا ہے آخر خود ہی دیکہہ لو کہ تیسری خلافت مین ہی کیا کچہہ جہگڑے کہڑے ہوگئے اور باہم نزاعات کا باب کسقدر کہلگیا -

اعتراض سوم - پیغمبر خدا صلعم کی نسبت یہہ کہنا کہ وہ کمال کے حاصل کرنے مین نواسون کے محتاج ہوئے خلاف قیاس کے ہے کیونکہ خود سبطین کا کمال مرتبہ دین و دُنیا بوجہ کمال مرتبہ پیغمبر خدا کے ہے تو نانا کے واسطے حصول کمال نواسون کے ذریعہ سے کہنا پیغمبر خدا صلعم کی بے ادبی اور خلاف شان پیغمبری ہے - اس کا جواب یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلعم کے واسطے کمال شہادت کا حاصل ہونا بواسطہ سبطین رض کے جو صاحب سر الشہادتین نے لکہا ہے اسکے یہہ معنی نہین ہین کہ درحقیقت آپ اصل منشار کمال سے ہی خالی تھے کہ یہہ سمجھنا کوتاہی فہم ہے اور آیت خاتم النبیین اور حدیث کُنتُ نَبِیًّا وَ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَ الطِّیْنِ کے منافی ہے کیونکہ آپ جملہ کمالات سے موصوف بلاشک روز ازل سے ہی تھے مگر جیسے بعثت کا ظہور اور شہود وجود دنیوی آپ کا آخر مین ہوا اسطرح

اعتراض سوم و قال اول قولہ

جواب اعتراض سوم

بعض کمالات ذاتی جناب رسالتماب صلعم کا ظہور بعد مین ہوا ہے پس نفی کمال جو صاحب سر الشہادتین
نے کی ہے وہ مرتبۂ ظہور مین کی ہے نہ اصل حقیقت مین اسلیے کہ جملہ کمالات امت متفرع بر ایمان
بر نبوت آنحضرت صلعم ہین۔ تو اصل جملہ کمالات کی کمال نبوت ہے جو پیغمبر خدا صلعم مین ازل سے
حاصل ہے اور اُمت کے کمالات جسقدر ہین وہ سب نبوت پر ایمان لانیسے اُسپر متفرع ہین ورنہ
شہادت کیا کوئی درجہ عبادت کا عبادت مین ہی متصور نہین ہو سکتا پس حسینؓ کا کمال شہادت
بھی بوجہ ایمان بر نبوت ہے جس سے مرجع کمال شہادت حسنینؓ کا درحقیقت کمال ذات پیغمبر
خدا صلعم کی طرف ہی ہوا اور مرتبۂ ظہور مین بھی واسطہ سبطینؓ کا جو ہوا ہے وہ واسطہ غیر کا نہین
ہے کیونکہ اولاد پسری ہو یا دُختری جزو پدر ہوتی ہے نہ اُس سے علیحدہ اسیواسطے آپ نے
فاطمۃ بضعۃ منی فرمایا ہے یعنی فاطمہ زہراؓ میرے بدن کا ٹکڑا اور میرا جزو ہے تو اونکی اولاد
جزو الجزو ہوگی اور اتحاد کُل کا اپنے اجزا سے وہ ہے کہ مجموعہ اجزا کو ہی عین کل کہتے ہین نظر برین
مقتضائے حکمت الٰہیہ نے آپکے نواسون کو بوجہ آپ کے ہی اجزا ہونیکے آپکے ساتھ
متحد باتحاد خاص قرار دیکر کمال شہادت سے مرتبۂ ظہور مین موصوف فرمایا اور بوجہ اتحاد مذکور کے
یہ کمال سبطینؓ کا بعینہٖ کمال پیغمبری سمجھا گیا ہے کہ اُن کا کمال بوجہ اتحاد خاص اجزا اور کُل کے
عین کمال پیغمبر خدا صلعم کا ہوا نہ بالعکس کہ اس اتحاد سے مرتبۂ نبوت کا حاصل ہونا سبطین کیلئے
کوئی نادان سمجھنے لگے کیونکہ اجزا کُل مین ہوتے ہین نہ کل اجزا مین اسلیے کہ ہیئت اجتماعی زاید
بران ہے جس سے اجزا بذات خود خالی ہین فافہم اور یہی وجہ ہے کہ یہہ کمال شہادت پیغمبر خدا صلعم کو
بواسطہ حضرت حمزہؓ کے کہ کامل شہید ہوئے ہین حاصل نہوا اگرچہ وہ آپکے چچا اور اقارب خاص
سے تھے کیونکہ اونکا اتحاد وہ اتحاد نہین تھا جو کُل کا اتحاد اپنے اجزا کے ساتھ ہوتا ہے کہ بھائی
یا چچا کسیکا اوسکا جزو نہین ہوتا ہے بلکہ اوسکے باپ یا دادا کا جزو ہوتا ہے تو یہ اعتراض بھی بعض
حیرتی مذہبون کا دفع ہو گیا کہ حضرت علیؓ اور حمزہؓ کے واسطے سے کیون آپ کو کمال شہادت
بمرتبۂ جہریہ حاصل نہوا اسلیے کہ اجزا کا حکم بعینہٖ حکم کُل کا ہو سکتا ہے نہ غیر اجزا کا اور شاہ صاحب

تخم، برگ و بار درخت

مرحوم نے جو اپنی کتاب سر الشہادتین مین نفی کمال شہادت کی ذات پیغمبر خدا سے کی ہے وہ مرتبۂ ظہور دنیوی مین کی ہے جیسے تخم درخت سے بالفعل اگرچہ برگ و بار کی نفی صحیح ہے مگر درحقیقت یہ سب ظہور برگ و بار اُسی تخم سے ہے اور یہ سب ویسکے اجزا ہین تو انکا کمال اوسیکا کمال ہے۔ اور تخم عین برگ و بار ہے۔

اعتراض چہارم

اعتراض چہارم۔ کتاب سر الشہادتین ہین حسنین رض کو نائب رسول اللہ صلعم کہا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ خلافت اول کا حق حضرت علی رض یا حسنین رض کا ہوا اور خلافت خلفائے ثلثہ باطل ہو جس سے قول شیعہ استحقاق حضرت علی رض کا برائے خلافت بلافصل صحیح ماننا پڑے گا جواب اس کا یہ ہے کہ ایک وجہ خاص مین نیابت کے ماننے سے نیابت کلی کا استحقاق لازم نہین آتا ہے جیسے فضیلت جزئی فضیلت کلی کو مستلزم نہین ہے ورنہ جملہ اہل سُنّت حدیث اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا۔ کا اختصاص بحضرت علی رض بلاشک تسلیم کرتے ہین جو خلفائے ثلثہ کے واسطے نہین ہے۔ حالانکہ سب جانتے ہین کہ اس سے استحقاق خلافت بلافصل کا حضرت علی رض کے واسطے اہلسنت مین سے کوئی بھی نہین مانتا اور ہمارے جواب اعتراض سوم کیواسطے وہ حدیث نہایت مؤید ہے جسمین حضرت امام حسن رض کا حسن پیغمبری سے مشابہ ہونا سینہ تک اور امام حسین رض کا پیر دن تک مذکور ہے کہ دونون نواسون کے اتحاد خاص کی جہلک بعلاقہ جزویت اوس سے بخوبی روشن ہو جاتی ہے کہ مجموعہ سبطین رض[1] مشابہت حسن کل کی وجہ سے اس وصف خاص مین بعینہٖ حکم کل کا رکھتے ہین جس سے عینیت اجزا باذات کل کا جلوہ اہل دل کو بدیدۂ دل خوب نمایان ہو جاتا ہے اور ذوق زیارت نبوی زیارت سبطین رض سے حاصل ہوتا ہے۔

جواب اعتراض چہارم

اور یہ اعتراض کرنا کہ جب شہادت سریہ کا حاصل ہونا آنحضرت صلعم کیواسطے کمال شہادت حسب قول صاحب کتاب سر الشہادتین نہین ہے تو لازم آتا ہے کہ شہادت امام حسن رض

جواب اعتراض

[1] یہان سے ایک اعتراض بحث کا دفعیہ ہو سکتا ہے کہ ہمنے پہلے اتحاد اجزا مع الکل سے جو جواب دیا ہے اسپر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ سبطین کو مجموعہ اجزا کہنا غلط ہے کیونکہ اولاد دختری بہی آپکی اجزا مین شامل ہے جیسا کہ فاطمۃ بضعۃ منی سے ظاہر ہے اور بعض اجزا اور کل کا اتحاد اتحاد متنافیین ہے کہ جزو مغایر کل کا ہوتا ہے ہان مجموعہ اجزا کا اتحاد کل کے ساتھ مسلم ہے

اور بعض خلفا کی بھی ناقص ہو محض غلط ہے اسلیے کہ اس کلام صاحب سر الشہادتین کے یہ معنی نہین ہین کہ وہ شہادت بذات خود ناقص ہے کیونکہ حقیقت مطلقہ شہادت ہر نوع شہادت مین کامل طور پر حاصل ہے مثلاً انسان کوئی عالم ہے کوئی جاہل تو اگرچہ جاہل کمال علمی سے خالی ہے مگر حقیقت انسانیہ کامل طور پر اسکو حاصل ہے کہ فرق مرتبہ حقیقت مین نہین ہوتا ہے بلکہ مراتب زائد مین ہوتا ہے تو جو کہ ہمارے پیغمبر خدا صلعم کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اسواسطے آپ کو مرتبہ شہادت بھی سب سے زیادہ کامل سریہ وعلانیہ ہر دو کا عطا فرمانا منظور الٰہی ہوا اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ حضرت زکریا وغیرہ جو انبیا پہلے شہید ہوئے ہین اونکی شہادت ناقص تھی کیونکہ مرتبہ نبوت مطلقہ سب مین کامل تہا پس جو شخص مطلق اور مقید اور عام وخاص کے سمجھنے سے ہی مطلقاً ناواقف ہین وہ نبوت کاملہ اور مطلقہ کو کیا سمجھہ سکتے ہین افسوس ہے کہ کلام کے سمجھنے کی بہہ حیرتی مذہب والے اور اونکے سرگروہ خود لیاقت نہین رکھتے ہین اور کلام ایسے فاضل اجل صاحب کتاب سر الشہادتین پر اعتراض کرنیکو مستعد ہین جو مرزا صاحب اور انکے طرفدارونکے واسطے مقام شرم اور جائے غیرت ہے کہ اپنے دعوے خلاف اجماع کو تو ثابت نکر سکین اور نافہمی سے اعتراض کرنے پر تیار ہو جائین پس ناظرین پر واضح رہے کہ اسی قسم کے لچر توہمات اور شبہات حیرتی مذہب ہونگے ہین جنکا باعث مادہ حیرتی ہی ہے اور ہمنے اُنکو عمدہ پیرائے سے بیان کردیا ہے اور سبکا جواب بخوبی لکھدیا ہے اور اکثر[1] اہل علم و فن بوجہ اونکے فضول ہونیکے اونکی طرف التفات نہین فرماتے ہین ہان اہل حیرت کو اگر رجوع اہل علم وفن کی طرف ہوتی تو وہ خود اپنی اس کجی رائے سے بشرط انصاف محفوظ رہسکتے تھے۔ وَاللّٰہُ یُوَفِّقُ لِمَنْ یَّشَاءُ وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ۔

الحاصل کتاب سر الشہادتین کے تالیف شاہ صاحب سے ہونے مین کوئی شک وشبہ نہین ہے مگر کلام سمجھنے کو سمجھہ درکار ہے اور ثبوت شہادت دیگر کتب مذکورہ سے بہی حاصل ہے تو اسی کتاب کی تالیف کا جھگڑا کہڑا کرنا عین تعصب اور نفسانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نظر انصاف ہم سبکو نصیب کرے آمین۔ اور ہمین اس تحریر سے غرض حق الامر کا اظہار ہے نہ کسی سے مخاصمت۔ اور مناظرہ کا اس نیت سے

حقیقت مطلقہ ہر نوع شہادت کا بذات خود کامل ہونا۔ اور شہادت کاملہ کا سب سے اعلیٰ درجہ ہونا

جواب اعتراض

اعتراض مرزا صاحب کا کہ اس سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب اسوقت کے علمائے دین میں نہیں ہین اسکا جواب خود ہماری کتاب مین موجود ہے ۱۲ منہ

الحاصل

[1] اس لفظ اکثر سے ہماری پہلی عبارت علمائے دین اور فضلائے کاملین الخ کی تشریح ہوگئی کہ وہان بھی مراد اکثر ہی مین

تحریر کرنا محض فضول ہے والعلم عند اللہ تعالیٰ - ہان اس باب مین ہمارے دلائل حقہ احادیث
صحیحہ اور بیان صحیح کتب عقائد اہل اسلام سے ہین تو اُنکا منکر وہی شخص ہو سکتا ہے جو کُتب صحاح کی
احادیث کا منکر ہو اور منکر حدیث صحیح کا منکر قرآن کا ہے کہ انکار حدیث سے انکار آیت قرآنی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ
الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کا لازم آتا ہے اور منکر قرآن کا حکم کفر خود مرزا حیرت صاحب جانتے ہین
ہمین لکھنے کی حاجت نہین - اسوجہ سے غالبًا اب وہ انکار شہادت نکرینگے اگر اپنے ایمان کا خیال
رکھینگے کہ اگرچہ اقرار شہادت امام حسین عم کا جزو ایمان نہین مگر اقرار بحدیث صحیح پیغمبر خدا صلعم جزو ایمان
ضرور ہے ورنہ انکار نبوت کا لازم آئیگا پس انکار حدیث پیشین گوئی شہادت امام حسین رض کا جو جمہور
علمائے دین کے نزدیک حق ہے بلاشک موجب بیدینی کا ہے - وَاللهُ الْهَادِيْ يَهْدِيْ
مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

گذارش اخیر

یہ اخیر گذارش ہے کہ مرزا صاحب جو اپنے زور کے دعوے مذکور کے مدعی ہین یہہ ظاہر ہے کہ دعویٰ کا
زور دلیل اور ثبوت کے زور پر مبنی ہے تو بلا زور ثبوت کے زبانی زور کا دعویٰ محض فضول اور نامعقول
ہے اگر مرزا صاحب کا یہہ سچا دعویٰ ہے تو ثبوت زور کا پیش کرین ورنہ خاموش ہو جائین اور کسیکے[١]
رافضی بنا دینے اور بیہودہ باتین بنانے اور فضول تقیہ وغیرہ کی بحث مین ورق سیاہ کرنے سے
مرزا صاحب یہ کام نہ نکالین کہ ہم اہلسنت رفاض کی کتابون اور انکے عقائد سے کچھہ مطلب
نہین رکھتے ہین اور ہمارا پختہ سُنّی المذہب ہونا ہماری کتاب ہذا سے خود ظاہر ہے پہر اسپر بھی کوئی
اگر ہمین رافضی لکھے تو وہ مجہول جہول اور جھوٹا کذاب ہے اور شہادت امام حسین عم کا قائل ہونا
خاص عقیدہ رفاض کا ہی نہین ہے تمام علمائے اہلسنت بھی اسکے قائل ہین تو اس سے سبکو رافضی
کہنا مرزا صاحب کا اور جملہ علمائے اہلسنت کو بے دین بنانا لازم آئیگا جو صریح غلط اور بیدینی
مرزا صاحب کا نشان ہے اور ہماری اس تحریر کو بنظر حقارت نظر انداز نفرمائین کہ جو احادیث
کتب معتبرہ کی ثبوت شہادت و پیشین گوئی آنحضرت صلعم کے متعلق اس مین موجود ہین وہ بڑے

گذارش اخیر

[١] ... ثابت کیا ہے ۱۲ منہ

درجہ کی ہین اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب رض کا قول مشہور ہے اُنظُر اِلیٰ مَا قَالَ وَلَا تَنظُر اِلیٰ مَن قَالَ یعنے کہنے والے کو مت دیکھہ بلکہ جو بات اُسنے کہی اوسکو دیکھہ اور کسی اہل عرب نے خوب کہا ہے

لَا تَحقِرِ القَولَ یَاتِیکَ الحَقِیرُ بِہٖ
فَالنَّحلُ وَھُوَ ذُبَابٌ طَائِرُ العَسَلِ

اور مجکو مقصود کسی سے مخالفت کرنا ہرگز نہین مگر جو حق بات کا مخالف ہے اوسکی مخالفت جملہ اہل اسلام کو لازم ہے اور حق ہونا بحکم اتبعوا سواد الاعظم قول جمہور علما سے ظاہر ہے تو یہہ بندہ حقہ ہی غیر حق کا بلاشک مخالف ہے اور اس تحریر سے مرزا صاحب کی اُن گستاخیون کا ہی جواب دینا مقصود نہین ہے جو اونہون نے حضرت امام والامقام سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کی شان والا مین کی ہین کہ آفتاب پر خاک ڈالنے سے خاک ڈالنے والے کا ہی مُنہ خاک آلودہ ہوتا ہے آفتاب کا کچھہ نقصان نہین ہوتا سہ

لَا یَضُرُّ الفَضلَ اِقلَالٌ کَمَا
لَا یَضُرُّ الشَّمسَ اِطبَاقُ الطُّفَلِ

بلکہ اپنے برادران دینی کے لئے دفع شبہات زیادہ تر مقصود ہے چنانچہ اسی نظر سے حسب خواہش بعض احباب دیندار مثل کرمفرما منشی محمد صدیق صاحب سیالوی مختار کار ریاست عالیہ جناب خان بہادر صاحب مرحوم رئیس اعظم میرٹھ کے اور باصرار تمام وشوق مالا کلام منشی عبد الصمد خان صاحب متوطن میرٹھ وکارندہ ریاست مذکورہ وبعض احباب دیگر یہہ تحریر کی گئی ہے اور انہین منشی عبد الصمد خانصاحب نے اپنی علو ہمتی سے طبع اول مین اس کا کل خرچ طبع کرا دینے کا اپنے ذمہ لیا تہا جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا، چنانچہ مُفت تقسیم اس کتاب کی اول مرتبہ انکی ہی وجہ سے ہوئی تھی مگر اب طبع ثانی کے وقت مین اکثر حضرات اہل رائے کی یہہ تجویز ہوئی کہ اس مرتبہ بقیمت دیجائے تاکہ اسکے سرمایہ قیمت سے ہی پہر طبع مین اسکے یا کسی دوسری کتاب کے سہولت رہے اور مرزا صاحب کی خدمت مین یہہ آخری بہر عرض ہے کہ اپنے دعوے انکار شہادت اور قسطنطیہ جانے امام حسین عم کا ثبوت کتابی بحوالہ کتب معتبرہ وتصدیق علما پیش کرین اور فضول تحریرات اور وہمی معتبر احتمالات کام نہین آسکتے ہین اور اپنی جدت طبعی اور فضول تقریرات پر اس مین اعتماد کرکے کار برآری کا خیال کرلینا غلط ہے مصرعہ این خیال ست ومحال ست وجنون ۔ اور اگر مرزا صاحب یہہ غُلو اور غُلو

حضرت علی کا قول

۱۵ اس مکرر سکرر بتاکید لکہنے کا مرزا صاحب نے کچھہ ہی جواب نہین لکہا محض فضولیات لکہے مرزا صاحب بڑے مرد ہین کہ رافضی وغیرہ لکہدیا ۱۲

نکرتے کہ تمام اہلسنت علما قائلین پیشن گوئی شہادت امام عم کو غیر صحیح الدماغ بلکہ مجنون تک لکھدیا ہے تو ہمین بھی مرزا صاحب کی غیر صحیح الدماغی کے حال سے کچھہ بحث ہوتی اور ہم کچھہ بھی نہ لکھتے اگر وہ اپنی بحث کا دعوی اہلسنت سے نکرتے ؎

فکم ندمت علی ما کنت قلت بہ　　　وما ندمت علی ما لم تکن تقل

پس خلاف جمہور علمائے اہلسنت اور اہلسنت کی کتب معتبرہ مثل بخاری شریف اور ترمذی شریف اور مشکوۃ شریف اور جامع الاصول اور دلائل النبوۃ مولفہ بیہقی اور ماثبت من السنۃ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی مرحوم اور فتاوی عزیزی اور تحفہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی مرحوم اور شرح عقاید نسفی علامہ تفتازانی اور صاحب فتح الباری اور صاحب کتاب الخیر الجاری وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم کے دعوی کرنا اور وہ بھی بلا دلیل۔ بے شک موجب تفضیح و تذلیل مرزا صاحب اور اونکے ساتھیون کا ہی اسواسطے لینے اوس زور کے دعوی عدم شہادت جناب امام عم اور آپ کے مقام کربلا سے قسطنطنیہ تشریف لیجانے کو دلیل معتبر سے معہ حوالہ کسی کتاب صحیح اہل سنت والجماعت کے ثابت کرنا مرزا صاحب پر واجب ہی ورنہ کل تحریرات سابق و لاحق پر مرزا صاحب کے مصرع ؎ خود غلط املا غلط انشا غلط ضرور صادق آئیگا۔ اور اس تصدیق شہادت امام والامقام حضرت امام حسین عم پر اگر کسی تصدیق کرنے والے کو مرزا صاحب رافضی وغیرہ لکھکر اپنے اخبار کے کالم سیاہ کرینگے[1] تو اپنے واسطے خارجی وغیرہ کے القاب خود ہی تجویز فرمالین کہ: یہہ ہے گنبد کی صدا جیسی کہو ویسی سنو۔ اور اس صورت مین مرزا صاحب کی اس بیباکی پر سب قائلین شہادت اہل حدیث وغیرہ مثل صاحب بخاری شریف اور ترمذی شریف اور صاحب مشکوۃ شریف بلکہ خود صحابہ اور راویان احادیث مذکورہ متعلقہ شہادت اور صاحب کرمانی اور صاحب فتح الباری اور صاحب کتاب الخیر الجاری وغیرہ شارحین بخاری شریف اور شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رح اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح اور شاہ سلامت اللہ صاحب مترجم کتاب سر الشہادتین کہ شاگرد خاص شاہ صاحب ممدوح مرحوم کے تھے اور حضرت مولانا مفتی عنایت احمد مصنف کتاب تاریخ حبیب اِلٰہ اور صاحب کتاب شرح عقاید نسفی وغیرہ سب کاملین محدثین اور فضلائے

نام کتب جنسے حضرت شہادت کی عبارات نقل کی گئی ہین

[1] افسوس ہے کہ ہمارے اس لکھنے پر بھی مرزا صاحب باز نہ آئے اور ہمین رافضی وغیرہ لکھکر اپنا خارجی ہونا ثابت کیا اور

محققین اہل سنت کے رافضی ہونگے نعوذ باللہ منہ وہو بدیہی البطلان اور ایسے قول کے قائل
کے لئے یہ موجب صد ذلت وخسران ہے اہل دانش کو ایسی فضول باتون سے بچنا لازم ہے اور
مرزا حیرت صاحب کو تو بطریق اولی واجب ہے کہ وہ اہل تہذیب مین سے ہونیکے مدعی ہین والعاقل
تکفیہ الاشارہ - اور مرزا صاحب کے مقابلہ مین مثل علامہ تفتازانی وغیرہ متقدمین کس طرح غیر معتبر
ہوسکتے ہین تو مرزا صاحب کہ اسوقت مین بھی وہ دہلی کے علما مین ہرگز شمار نہین کیے جاتے انکا کیا مقابلہ کرسکتے ہین
اور اکثر آدمیون سے معلوم ہوا ہے کہ اونکو علم صرف ونحو مین شرح ملا تک بھی استعداد نہین ہے
چہ جائیکہ حدیث وتفسیر وعقاید ومنطق وفلسفہ وغیرہ مین مہارت ہو - پس باوجود عدم علم کے ایسے یا اوسوقت کے
علمائے کامل کی مخالفت کرنا مرزا صاحب کو کب شایان ہے وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ وعلی اللہ
نتوکل فی الاول والآخر وہو حسبنا ونعم الوکیل وآخر الکلام الحمد للہ الملک العلام علی توفیقہ لہذا
التحریر ہذا العبد الحقیر الاحقر خادم العلما ابا الاحسان محمد عبد الحق بن الشیخ اعز الدین الانصاری
الاسلمی السہارنفوری المقیم الآن فی معسکر بلدۃ میرٹھہ فی القصر العالی لذی المفاخر والمعالی الحافظ
الحاج الشیخ محمد عبد الکریم ناثر الذہب والفضۃ والدر خان بہادر الرئیس الاعظم المکرم رحمہ اللہ
تعالی رحمۃ واسعۃ ویرفع درجاتہ فی اعلی علیین ویُبقی اولادہ سالمین غانمین ویغفر لمولف ہذہ الاوراق
ویبارک لہ فی الدارین ولاولادہ ولمن یقرؤہا آمین ثم آمین ببرکۃ نبیہ الکریم وآلہ العظیم صلی اللہ تعالی
عَلَیْہِ وعلی آلہٖ واَصْحَابہٖ اجمعین کُلَّ یَوْمٍ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن ؁

ہر کہ خواند دعا طمع دارم		زانکہ من بندۂ گنہگارم

شعبان ۱۳۲۴ ہجری

تمت

بلکہ جسقدر اسکے نسخے مطلوب ہون جناب مؤلف کتاب ہذا مولانا شیخ محمد عبد الحق صاحب ابو الاحسان سہارنپوری دام فیضہٗ سے طلب فرماوین۔ پتہ یہہ ہے۔ کمپ لال کُرتی میرٹھ کوٹھی جناب خان بہادر صاحب مرحوم و مغفور۔ اس مرتبہ یہہ کتاب بقیمت ملیگی مُفت تقسیم نہوگی قیمت کتاب ہذا ۸ھر ہے۔ قیمت تردید ہذیانات معروف بہ تصویر حیرت صرف ۱ر ہے طالبین کو جلد درخواستین روانہ کرنا لازم ہے ورنہ گیا وقت پہر ہاتہہ آتا نہین۔

المشتہر

کمترین محمد احسان الحق ساکن سہارنپور ولد مؤلف کتاب ہذا عفا اللہ عنہ

تقریظ از جناب فضائل مآب مولانا احمد علی صاحب[لہ] مدرس اول مدرسہ اسلامیہ عربیہ میرٹھ شہر واقع اندر کوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا۔ اما بعد اہل انصاف پر واضح ہو کہ تحریر جناب فاضل اجل عالم بے بدل مولانا ابو الاحسان محمد عبد الحق صاحب سہارنپوری سلّمہ اس عاجز کی نظر سے گذری۔ درباب ثبوت شہادت جناب امام حسین رضہ یہہ تحریر معدن انصاف ہے تمام دُنیا کو اوسکی صحت پر اتفاق ہے۔ اور کسی اہل سنّت عالم نے حضرت امام حسین رضہ کی شہادت سے انکار نہین کیا اور خوارج کا بھی وقوع اس حادثۂ جانکاہ پر اتفاق ہے۔ زمین کربلا بزبان حال اوس کی شہادت دے رہی ہے۔ مزارات شہدا خون شہدا کی طرف رہبر ہین روز شہادت سے آجتک عرب و عجم کا اوسپر نوحہ ہے۔ علم عقائد اور فن تاریخ اوسکا حامل ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے منحرفان اسلام نے بھی اوسکو تسلیم کیا ہے ہان بعض اہل مشہد نے جو خوارج سے ہین جناب شید الشہدا امام رضہ کے کربلا مین مقتول ہونیکو تسلیم کرکے شرف شہادت سے انکار کیا ہے مگر وقوع قتل مین کسی بدبخت خارجی کو بھی انکار نہین۔ اور بعض ناواقف نے جو کتاب بخاری شریف کی حدیث انس رضہ صحابی کی جسمین سر مبارک امام حسین رضہ کا عبد اللہ بن زیاد ظالم کے پاس لائے جانیکا ذکر ہے اور جناب مولانا عبد الحق صاحب

[لہ] یہہ مولویصاحب فاضل کامل مرجع مسلمانان فاضل علم مناظرۂ آریہ و عیسائیان اور محقق معقولات و منقولات ہین عرصہ بیس سال سے بلکہ اس سے زیادہ سے مدارس عربیہ کے مدرس اول رہے ہین اور اب بھی مدرسہ اسلامیہ میرٹھ کے مدرس اول ہین ایسے محقق کامل کی نسبت مرزا حیرت کا ایسا کتاب لکھنے کا بدگمان کرنا محض نفسانیت اور بیدینی ہے ۱۲ منہ

نے اوس حدیث کو اپنی اس کتاب تصدیق شہادت مین اثبات شہادت کے لئے پیش کیا ہی)
تضعیف کی ہے یہ تضعیف اوسکی تمام علمائے اہلسنت کو خاطی گردانتی ہے تضعیف روایت اسپر
موقوف ہے کہ ضعف روایت اہل حدیث سے جو اس فن کے امام ہین نقل کرے اور اسمائے رجال سے
کسی راوی کا ضعف ثابت کرے وُدُونہٗ خرطُ القتاد۔ غرض قتل امام حسین رض کا مسئلہ خوارج مین
بھی بلا اختلاف مانا گیا ہے گو بوجہ خباثت طینت وہ مضمون شہادت کے منکر ہوئے ہین انکار شہادت
سے انکار قتل کو ثابت کرنا دلیل حماقت ہے۔ واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین
والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و اٰلہ و اصحابہ اجمعین۔ ۵

سخن ز حیرتِ انکار در فغان باشد	دآن چنین کہ ازان لفظ الامان باشد
دلیل راہِ صفا شد جناب عبدالحق	بران دلیل سُبُل قافلہ روان باشد
زمانہ بر ستم اہل جور مے نالد	علی الخصوص چو قتل امام جان باشد
ترا کہ دردِ درون نیست در دراچہ خبر	ازان ببرس کزین درد نوحہ خوان باشد
زحالِ ابن نبی اہل دل برنج و بکا	رسد بمعنی نسبت کہ نکتہ دان باشد

حَرَّرَہٗ احمد علی مدرس اول مدرسہ اسلامیہ عربیہ واقع اندر کوٹ میرٹھ شہر

تقریظ از جناب مولوی عبد اللہ خاں صاحب دیوبندی مدرس دوم مدرسہ اسلامیہ عربیہ واقع اندر کوٹ میرٹھ شہر

الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ محمد و اٰلہ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد واضح ہو کہ مرزا حیرت
صاحب کا مضمون انکار قتل و شہادت حضرت امام حسین رض جو سخت حیرت انگیز اور خلاف قول سُنّیان و
شیعیان بلکہ خلاف جملہ کلمہ گویان کیا خلاف قول دیگر اہل ادیان بھی ہے اس احقر کی نظر سے گذر کر سخت
تعجب کا موجب تہا کہ جو امر مسلّم تمام عالم ہے اوسمین مرزا حیرت کو کیا حیرت پیش آئی کہ انکار شہادت
کر دیا اور یہہ بھی لکھدیا کہ کوئی روایت پیشین گوئی رسول اللہ صلعم کی اس باب مین نہین ہے۔ جو غلط

محض ہے کہ کتب حدیث مین پیشین گوئی شہادت جناب امامؑ کی صراحتہً موجود ہے - الغرض نہایت
تکدر اور تعجب مرزا حیرت کی اس تحریر سے تھا اور اس کا انتظار تھا کہ کوئی صاحب ضرور اسکی تردید کرینگے
عام و خاص اہل اسلام کی نظر اسپر لگ رہی تھی چنانچہ خدا کا شکر ہے کہ کل ۲۵- ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ
کو ایک رسالہ مسمی بہ تصدیق شہادت نہایت مدلل و مفصل مؤلفہ محقق کامل و اکمل فاضل اجل
جناب مولانا مولوی محمد عبدالحق صاحب ابوالاحسان سہارنپوری نواسہ استاذ کل حضرت سیدنا و مولانا
مولوی احمد علیصاحب محدث سہارنپوری مرحوم و مغفور کا نظر احقر سے گذر کر موجب نہایت مسرت ہوا
دلی مراد بر آئی ؎ للہ الحمد ہر آنچیز کہ خاطر میخواست ٭ آمد آخر زپس پردہ تقدیر پدید - جزاہ اللہ تعالےٰ
خیر الجزا - پس اب بھی اگر کوئی ورطۂ حیرت مین پڑے تو بجز اسکے کیا کہا جائے -

(و من یضلله فلا ھادی له)

کتبہ محمد عبداللہ خان دیوبندی مدرس دوم مدرسہ اسلامیہ اندرکوٹ شہر میرٹھ

تقریظ معہ قطعہ تاریخ از اخی عزیزی گرامی شان سرشار جام عرفان ابوالفیضان مولوی محمد شفیع صاحب ناصر رئیس قصبہ رامپور ضلع سہارنپور چشتی صابری قادری حفظہ اللہ تعالےٰ

ہر گاہ طے مراحل حمد حمیدی مقدور بشریت و عبور قلزم نعت محمدی طاقت دل و جگر نے - لاجرم العجز من الوصف
وصف را ما یۂ اعتبار انگاشتہ باظہار مرام میگرایم - ونظارگیان شاہد تصدیق شہادت امام الثقلین
سید المغربین والمشرقین سیدنا امام حسین علیہ السلام وطالبان جواب غوغاے بے محل و سورش لاطائل
مرزا حیرت اڈیٹر اخبار کرزن گزٹ دہلی را نوید تازہ و مژدۂ مسرت بے اندازہ میرسانم کہ درینولا کتاب بے
بے مثل و یکتا و رسالۂ بے نظیر و بے ہمتا - نجات را ذریعہ و مغوبات را وسیلہ اعنی رسالہ تصدیق شہادت
کہ اسم تاریخی آن و صداقت حق است از تصنیف شریف و تصنیف منیف و تالیف لطیف یگانہ علمائے
دوران و یکتائے فضلائے زمان محمود اقران فاضل تحریر عدیم النظیر کاشف استار حقایق معقول و منقول

ف یہ میرے شاگرد اور عزیز اور نہایت ذہین عالم عزیز خلف الصدق عموی مکرمی جناب خواجہ مغل علیصاحب مرحوم مغفور کے ہین ۱۲ منہ

اسرار و دقائق منقول سیاح بیدائے فضل و کمال سباح بحار علوم و افضال حلال معضلات علوم عقلیہ کشاف مشکلات مباحث نقلیہ مطرح انوار رحمت مطلق استاذنا واخونا و ملاذنا مولانا شیخ ابوالاحسان **محمد عبدالحق** صاحب انصاری سہارنپوری لازالت شموس افاداتہ بازغۃ و ما برحت سحاب افاضاتہ فائضۃ خلعت زیبائے طبع دربر کردہ بر منصۂ شہود جلوۂ رعنائی نمود و شائقان و طالبان دید جمال باکمال خود را ابواب ہزاران انبساط و مسرت برکشود - الٰہی تا ناز و نیاز حسن و عشق ماند جلوۂ این شاہد دلنواز باعث دلگرمی عشاق شہادت باد - و حسن قبولیت عامہ روز افزون بودہ موجب حسد و ذلت و ناکامی مخاصمان ہرزہ درایان شواد - آمین بحرمۃ النبی خاتم النبین و آلہ و اہلبیتہ شہداء معرکۃ الکربلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین - و در مادۂ تاریخ طبع این رسالہ شریفہ آیت قرآن شریف از ملہم غیبی در دل این خستہ دل برشتہ جگر ناصر پرتو انداخت -

قطعہ تاریخ

ابوالاحسان مولانا مکرم	کہ ذاتش حرمت عرش شرافت
تعالی اللہ عجب معجز نوشتہ	کتابے بے نظیر و پر ہدایت
کسے نکشیدہ در ارژنگ تحقیق	چنین تصویر دلکش در بلاغت
براہین و حجج را کار فرمود	بعنوان معنونہائے ندرت
ز نیرنگ براہین و دلائل	بحیرت برکشود ابواب حیرت
مدلل ساختہ مدلول دعوی	ز تغییر و حدیث و ہم روایت
شہیدش شاہد برہان مسلم	رہے اثبات تصدیق شہادت
بلاغت شد بلاگردان معنی	فدا بر حسن تقریرش فصاحت
حضوری شد ازان علم حصولی	بفیض شیخ دفت و فخر حجت
چرا نازم نہ بر اخوی معظم	کہ ذاتش مہر چرخ فضل و عزت
حسود انش غریق بحر خجلت	عنود انش حریق نار حرقت

باخلاص و قبولِ حق خالص	محبانش بر اوج عرش حرمت
الٰہی تا ابد زین خدمت دین	مؤلف را بود اعزاز و عظمت
نویسم سالِ طبعش تیر تقدیر ۱۳۲۲ھ	کہ زد ناصی بصدر اہل بدعت

ایضاً

سرِ حیرت گرفتہ از سرِ امر	سن تصنیف تصدیق شہادت ۱۳۲۲ھ

تقریظ از نتائج طبع مجمع خوبیہائے فراوان جناب مولوی حافظ محمد فائق[۱] صاحب نظامی نیازی متوطن قصبہ ہسوہ ضلع فتحپور

اینچہ شوریست کہ در دورِ قمر مے بینیم	ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شر مے بینیم

آجکل عجیب و غریب زمانہ پر آشوب و حیرت انگیز خود سرا ہو رہا ہے کہ ہر شخص بیخوف اور بے کھٹکے اپنی انانیت کا دم بھر رہا ہے اور کوئی نکوئی ذریعہ اپنی شہرت کا کہڑا کر رہا ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے مثیل عیسیٰ بنکر کیا کچھہ شہرت حاصل کی۔ سر سید احمد خان کے خیال نے کیا کچھہ شہرت پکڑی۔ مُلا قرآنی جو رسول اللہ صلعم کی حدیثون کو بے اصل سمجھکر صرف قرآن پر تکیہ کر بیٹھا ہے۔ وہ کیسی شریعت کی ریڑہ مار رہا ہے۔ ان سب سے بڑہکر دیکہا دیکہی مرزا حیرت کے دلمین بیٹھے بٹہلائے اپنی شُہرت کا یہ ولولہ پیدا ہوا کہ جو حادثہ بارہ سو برس سے سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے جام شہادت پینے کا تمام عالم مین اظہر من الشمس ہے اور تمام سیر اور تواریخ اور کتب احادیث اوسکے حالات سے سیاہ ہو رہی ہین اور تواتر نے ایک عالم مین اوس کا تھلکہ ڈال رکہا ہے اُسنے ان سکو بے اصل تبلاکر شہادت جناب امام حسین رض کا انکار کر دیا ہے اور صاف لکہدیا کہ جناب امام معرکہ کربلا سے صحیح و سالم قسطنطنیہ کو چلے گئے تہے معاذ اللہ یہ کسقدر خلاف واقع اور بے اصل بات لکہدی ہے۔ سخت تعجب ہے کہ رسول اللہ صلعم تو حضرت امام حسین رض کی شہادت کے بارہ مین آبدیدہ ہو کر یہہ فرماتے ہین (اَتَانِی جِبْرَئِیْلُ اَنَّ اُمَّتِی سَتَقْتُلُ اِبْنِیْ ھٰذَا) جس سے پیشین گوئی شہادت امام رض کی بواسطہ وحی جبرئیل عم کے خود جناب رسالتمآب صلعم کے فرمانے

[۱] یہہ مولوی صاحب خلیفہ حضرت شاہ نظام الدین صاحب بریلوی مرحوم کے ہین ۱۲ منہ

سے صراحۃً حدیث سے ثابت ہے اور یہ اس حدیث پیغمبر خدا کا بھی اعتبار نہین کرتا اور بخاری شریف کو بھی غیر معتبر جانتا ہے جسپر تمام جہان کے علمائے دین کا اعتبار ہے الغرض اس شخص نے بڑے زور شور سے دعوی کیا تہا اور بڑی اُولوالعزمی سے سر اوٹہایا تہا بارے خدا کا بڑا فضل ہوا کہ بموجب قول لکل فرعون موسیٰ اوس کی اصلاح اور توبیخ کے لئے جناب فضائل مآب فاضل نامی گرامی جناب مولوی محمد عبد الحق صاحب ابو الاحسان سہارنپوری سلمہ اللہ تعالیٰ نواسہ جناب مکارم انتساب مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری نے کتاب لاجواب مسمیٰ بہ تصدیق شہادت اوس منکر کی تحریرات باطلہ کی تردید مین نہایت مدلل مفصل تالیف فرمائی۔ سبحان اللہ یہ کتاب اس خوبی و عمدگی کے ساتھ ہے کہ اوسکی ہر ہر دلیل ثبوت شہادت مین برہان ساطع اور حجت قاطع ہے اور اُسکی ہر سطر نہر کوثر کا لطف دکہارہی ہے اور ہر ہر صفحہ مخالفین کو میدان کربلا دکہا رہا ہے اور اوسکا دیکھنا منکرونکی آنکھون سے خون برسا رہا ہے اور مخلصین کو اوسکا دیکھنا اور سُننا تصدیق شہادت و آل رسولؐ کی محبت کا جوش دلا رہا ہے آفرین صد آفرین ایسے مؤلف ہمدرد حامیٔ اسلام کو جسنے دودہ کا دودہ پانی کا پانی کر دکہایا اور حق و باطل کو ظاہر کرکے بہٹکے ہوؤن کو راہ پر لگایا اور ورطہ حیرت سے بچایا۔ یہ احسان حضرت مولانا شیخ ابو الاحسان صاحب کا جملہ مسلمانان پر ہے۔ الٰہی اونکو دین و دنیا مین ہمیشہ کامیاب اور خوش رکہہ آمین۔ امید ہے کہ عام و خاص اہل اسلام احادیث مذکورہ رسالہ ہذا و دیگر اسکے ادلۂ حقہ کو قبول کرکے راہ حق پر قایم رہینگے اور مؤلف اور راقم کے حق مین دعا فرمائینگے اور قطعہ تاریخ طبع رسالہ ہذا اس عاجز کے ذہن مین یہ آیا ہے ؎

چونکہ تصدیقِ شہادت طبع شد از اہلِ فن	ملہم غیبی مرا گفتہ کہ اے نیکو شیم
بہر قطع دعوی ردّ شہادت آن امام	این کتابے نیست بلکہ ذوالفقار اہلِ قلم

المقرظ سید محمد فایق نظامی نیازی ساکن قصبہ ہسوہ ضلع فتحپور مقیم حال لال کرتی میرٹھ

تقریظ بزبان عربی از مولوی محمد عبد الحق صاحب ہمنام مولف ساکن علاقہ پنجاب وارد حال میرٹھ

ف یہ علاقہ پنجاب کے ایک مولوی صاحب فارغ التحصیل نوجوان وارد شہر میرٹھ نہایت کامل فاضل تھے ۱۲ منہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدک یا من جعلت العلماء اعمدۃ لحمایۃ الملۃ الحنیفیۃ وحماۃ للثغور الاسلامیۃ ونصلی ونسلم علی رسولک الذی بعثتہ لتعلیم الامور الدینیۃ وآلہ واصحابہ ذوی المراتب العلیۃ السنیۃ - اما بعد فقد کنت سمعت فی ہذہ البلاد ان رجلا یسمی حیرۃ ساکنا فی بلدۃ الدہلی قد غم علیہ الحیرۃ فانکر شہادۃ الامام الہمام سیدنا الحسین رضی اللہ عنہ فتعجبت وقلت ہل رجل من المسلمین یدعی ہذا وہو من المسلمین وما انکرہا احد من الیہود والنصاری والکافرین ایضا فالحمد للہ ثم الحمد للہ انی عاینت بعینی الآن کتابا فی تردیدہ فیہ حجج ساطعۃ وبراہین قاطعۃ ؎

فی خطۃ من کل قلب شہوۃ حتی کان مدادہ الاہواء

وکیف لا وقد صنفہ الفاضل العلام والنحریر الصمصام والبحر القمقام جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول الشہیر فی الآفاق فی التحقیق والاحقاق مولانا ابو الاحسان محمد عبد الحق السہارنفوری دام فیضہ فللہ درہ لقد احسن التحقیق واجاد فی التدقیق وبالحق اقول انہ کتاب انیق وبالقبول حقیق وہو تالیف لطیف جزی اللہ تعالی مؤلفہ الشریف خیر الجزاء فی الدارین - آمین ثم آمین بحرمۃ النبی خیر المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

حررہ خادم العلما عبد الحق عفی عنہ نزیل بلدۃ میرٹھ

تقریظ مع قطعہ تاریخ از وقاد طبع گرامی منش جناب مولوی اختر شاہ خان صاحب مدرس ثانی مدرسہ اسلامیہ عربیہ امداد الاسلام صدر میرٹھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا حضرات! مجھے سخت تعجب تھا کہ مرزا حیرت دہلوی ایسی حیرت مین کسطرح گرفتار ہوئے کہ شہادت حضرت سید الشہدا امام الاتقیا محبوب

ؔ یہہ مدرس دوم مدرسہ امداد الاسلام صدر میرٹھ کے ہین نہایت ذہین نیکبخت جوان صالح ہین ۱۲ منہ

رب المشرقین والمغربین گوشہ جگر رسول الثقلین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے جس کا ثبوت اہل عالم پر ایسا آئینہ ہے کہ کسی نے اہلسنت والجماعت مین سے آجتک انکار نہین کیا وہ انکار کر بیٹھے کسی نے سچ کہا ہے ؎

شب جہل مرکب شرے دارد کہ از کوری	ہنر پیرایہ خورشید اگر گوشد نمے بیند

مگر الحمد للہ کہ شہسوار عرصہ تحقیق یکہ تاز مضمار تدقیق افضل الفصحاء والبلغاء اکمل العلماء والفضلا سر حلقہ دقیقہ شناسان معقولات سر دفتر نکتہ فہمان منقولات افلاطون زمان ارسطو دوران استاذ العلما مرجع الفضلا مولانا ابو الاحسان محمد الحق صاحب سہارنپوری لازالت بوارق براہینہ ساطعۃ و باہر حتٰ شوارق حججہ لامعۃ نے رسالہ مسمی بہ تقدیق شہادت تصنیف فرماکر اقوال باطلہ و ہفوات لاطائلہ مرزا حیرت کو بخوبی رد فرماکر حق کو کماحقہٗ مدلل و محقق کردیا ہے ؎ حق است این سخن حق نشاید نہفت وَالحَقُّ یَعلُو وَلَا یُعلیٰ اَللّٰھُمَّ اَعطِہِ الجَزَاءَ الاَوفیٰ فِی الدُّنیَا وَ الاُخرٰی وَسَلَامٌ عَلٰے مَنِ اتَّبَعَ الھُدٰے۔

کتبہ ہیچمدان اختر شاہ خان امروہی غفر لہ الرحمن مدرس ثانی مدرسہ اسلامیہ امداد الاسلام صدر میرٹھ

قطعہ تاریخ از مولوی صاحب موصوف

اے صاحب انصاف ز عبد الحق والا	بنگر بفر است چہ جوالبست ہمایون
عمان براہین چہ کتاب است مدلل	دریائے فقاہت چہ جوالبست ہمایون
مستنبط از آثار مبرہن ز احادیث	شامل بہدایت چہ جوالبست ہمایون
ہر منکر ازین جامہ بدندان بگرفتہ	مملو اصابت چہ جوالبست ہمایون
مرغان ادلی احنجہ احسنت بگفتند	مقرون اجابت چہ جوالبست ہمایون
چون کاہکشان تیر فلک کاہ بدندان	گیرد ز ندامت چہ جوالبست ہمایون
از تازگیش آب خضر غرق عرق شد	لبریز نضارت چہ جوالبست ہمایون
چون بقلاء حمقا شد ازین گفتہ باقل	معجز ببراعت چہ جوالبست ہمایون

سبحان چو سحاب است سراپا تراز آزرم	جیحون بلاغت چه جوالبست ہمایون
ہجیس شدہ حسان چو آئینہ زحیرت	مشحون فصاحت چہ جوالبست ہمایون
اختر زسرو شم شدہ القاس طبعش	تصدیق شہادت چہ جوالبست ہمایون

اشعار معہ تاریخ تراویدہ قلم طرفہ رقم عزیزی و تلمیذی و قاد طبع منشی حکیم محمد اسمعیل صاحب فیج اویسی رئیس قصبہ باتی ضلع بلند شہر حفظہ اللہ تعالے

مژدہ بادا ے ذبیح بیچمدان	کاندرین دہر دہریت سامان
عبد حق آن امام اہل کمال	مظہر جلوۂ جلال و جمال
صاحب فضل و فاضل نحریر	ابر فیضان اوست عالمگیر
بحر ذخار علم و حبر نبیل	عالم بے مثال و بے تمثیل
ہادی گمرہان تیۂ ضلال	معدن علم و مصدر افضال
مرجع حل عقدۂ اشکال	ماہر نکتہاے پر اعضال
کرد طرفہ رسالۂ تحریر	در ثبوت شہادت شبیر رض
تاکہ شکہا ز سینہ دور شود	حیرت از میرزا نفور شود
عالمی را بیاری ہمت	بدر آرد ز ورطۂ حیرت
جلوۂ حق چو آشکار شود	ظلمت باطلہ فرار شود
للہ الحمد کز مشارق دین	سر بر آورد آفتاب یقین
وہم باطل شد است دیلے رونق	ایھا المسلمین جاء الحق
ہاتف غیب در نظم بگفت	سن آن را وضاحت حق گفت
نعمت حق بصاحب تالیف	باد از ین حسن سعی و کار شریف
دائما عزت و وقار شش باد	لطف حق ساز گار و یارش باد

قطعہ تاریخ از نتایج طبع عالی متعالی جناب مکارم انتساب صوفی صافی

حافظ امداد حسین صاحب ظہور و عرفانی حنفی قادری رئیس شہر میرٹھ

از شہادت آنکہ منکر گشت باشد کیفرش
خواری و رسوائی و ناکامی روز شمار

پیش خالق روسیاہ و منفعل پیش رسول
با دل صد چاک و خون با دیدۂ خونابہ بار

این کتاب لاجواب و بے نظیر و بے مثال
از پے تردید و تہدید است تیغ آبدار

تیر تقدیر است بہر سینۂ سنگین دلان
از برائے بے ادب تصویر حیرت آشکار

سر خوشان حسن را کیف بہار ظاہری
بادۂ ببخش پے مستان جام عشق یار

شیخ عبد الحق کہ در علم و عمل چون نام خویش
فخر لفظ عبد دارد از جناب کردگار

در حدیث و فقہ و تفسیر است معدوم النظیر
کامل منقول و معقول است و فرد روزگار

باد یارب تا قیامت مورد افضال حق
وز ظہور ناقص العالم دعا باشد بکار

قطعہ تاریخ از نتائج طبع نواب اشارت علیخان صاحب صدق رئیس شہر میرٹھ

شہادت کہ روشن تر از مہر انور
بتکذیب او لب کشادہ چو حیرت

ثبوتش نمود از احادیث احسن
زہے عبد حق اہل شان فضیلت

بتاریخ آن نسخۂ نور ایمان
بگو صدق تصدیق جاہ شہادت

ایضاً

زہے این نسخہ نور افروز ایمان
برائے منکران خواری و ذلت

پے تاریخ آن از روئے الہام
رقم کردم چہ تصدیق شہادت

بگو از عیسوی گر بحث افتد
حدیثے حسب تصدیق شہادت

ایضاً

شہ کربلا کی شہادت میں کیا شک
شہادت ہے جسکی زمین سے فلک تک

حدیثون سے ثابت دلیلون سے محکم
نہین نام کو اوسکے رشتہ مین گو جھلک

لکھا اوس کی تصدیق مین یہہ رسالہ
موصّف نکون عبد حق کا ہو ہر یک

کہ ہین مرجع کاملان زمانہ — وہ ہین فاضل عصر برحق و بے شک
لکھو صدق تاریخ تالیف اوس کی — نئی ہے وہ حیرت کی چشمون کی عینک
۲۳ ۱۳

ایضاً

زہے عبد حق آفتاب فضیلت — چہ دُر سُفت در بحث صدق شہادت
بتاریخ او صدق والا مناقب — بگفتیم نایاب مرآت حیرت
۲۳ ۱۳

قطعہ تاریخ از نتائج طبع عالی مولوی حافظ احمد حسن صاحب شوکت امپوری مدیر شحنۂ ہند میرٹھ شہر

واہ ابوالاحسان مولانا
کہولدئے اسرار شہادت
جتنی وضاحت حق کی ہین سطرین
سب ہین وہ برگ و بار شہادت
ہین یہہ جہان مین منکر جتنے
چبھتا رہیگا خار شہادت

خوب کیا اظہار شہادت
حیرت ہے گر دیکھے اسکو
جملہ وہ ہین اشجار شہادت
نص حدیث نبی خدا سے
اُن سے اوٹھے گیا بار شہادت
از سر حق تاریخ اے شوکت

اپنی کتاب وضاحت حق سے
پہر بھی کرے انکار شہادت
اِسنے نکلتے ہین جتنے معانی
خود ہین عیان آثار شہادت
سینۂ ہر منکر مین ہمیشہ
ہے دل سے اقرار شہادت
۲۳ ۱۳

ایضاً رباعی

مومن کے لئے وجہ ارادت ہین حسین رض — شیر نر میدان جلالت ہین حسین رض
شاہد ہین ملائکہ خدا شاہد ہے — شاہنشہ اقلیم شہادت ہین حسین رض

قطعہ تاریخ مترشحہ قلم جودت رقم عزیزی وقاد طبع مولوی سید محمود صاحب گرامی ہیڈ مولوی اینگلو ورنیکولر اسکول صدر میرٹھ

فاضل بے بدل ابوالاحسان
شان احقاق مذہب ملت
اوست سلطان ملک فضل و کمال

فخر رازی عصر در حجت
ذات او آفتاب نصف نہار
مرجع فخر و مرکز عزت

آنکہ ناز دبستان تحقیقش
در نواحی ملک از شہرت
ماہ منقول و مہر معقول است

ط یہ رشتہ کے میرے بھائی ہین مولوی حافظ مقرر محمد مجید دا لسنہ شرح نیر فخر فارسی اردو مین استاد شعرا خود مشہور و معروف ہین عربی زبان مین پورے پورے ماہر ہین بھی ۱۲ منہ

ط یہ میرے عزیز نوجوان طبع صالح خوش طبیعت مستعد اردو فارسی زبان مین ہین اکثر کتب مدارس سرکاری کے مترجم بھی ہین ۱۲ منہ

عرش علم است وکرسی حکمت	ماہر کامل است وبحر علوم	آسمان بارگاہ در رفعت
وہ چہ بنمود ہمچو اسکندر	سدّ یا جوج حیرت حیرت	یہ تاریخ تالیف ہے

ایضاً

وہ چہ تصنیف کرد مولانا	شیخ عبدالحق ابوالاحسان
این کتابی کہ اندران یابی	شاہد عقل ونقل از برہان
چون گواہی بجست تاریخش	ہست توبیخ حیرت حیران

قطعہ تاریخ از نتایج طبع لطیف جناب منشی عبدالمجید خان صاحب بچھرایونی کارندہ پانچلی متعلقہ ریاست جناب خان بہادر صاحب مرحوم رئیس اعظم میرٹھ

عجب حیرت فزا ہے ذات حیرت	جُدی عالم سے تحقیقات حیرت
شہادت سیدالشہدا کا ابطال	زالی ہے یہ معلومات حیرت
احادیث صحیحہ اور تواریخ	ہوئیں سب نذر موضوعات حیرت
لکھا علامہ عبدالحق نے روشن	رسالہ کاشف ظلمات حیرت
زتحقیق شہادت بہر تاریخ	قلم دیکھا سر ہفوات حیرت

قطعہ تاریخ از مولوی محمد احسان الحق صاحب سہارنپوری خلف سعید جناب مؤلف سلمہ اللہ تعالےٰ

بکرم معظم ابی محترم	کہ فرد است در علم وفضل وعمل
قد استاصل شبہۃ الحائر	در آمد بہ بنیاد تولش خلل
چہ آئینہ در پیش حیرت ہناد	کہ حیرت زحیرت شدہ دروحل
پئے سال طبعش بگوشم رسید	کتاب شہادت عدیم البدل

تحریر تصدیق مضمون کتاب از مولوی عبدالرحمن صاحب مراد آبادی مدرس اول مدرسہ عربیہ اسلامیہ صدر میرٹھ

حَامِدًا و مُصَلِّیًا) اما بعد جو کچھ جناب مولوی عبدالحق صاحب سہارنپوری مصنف رسالہ التصدیق شہادت
نے روایۃً و درایۃً اثبات شہادت حضرت سید الشہدا امام حسین رضی کیا ہے بہت صحیح اور درست ہے کسی
اہلسنت وجماعت کو اوسمین انکار کی گنجایش نہین ہان اگر فضول تاویلات و تسویلات لغو کا تابع ہو کر
انکار کرے تو بجز اسکے کہ حوالۂ خدا کیا جاوے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور حدیث حضرت انس صحابی رضی کی جو مولوی
صاحب نے اسمین نقل کی ہے اوسکو غیر معتبر کہنا خلاف علمائے اہلسنت ہے ایسے منکر کا قول بالکل لغو اور ہذیان ہے
واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ عبدالرحمن عفی عنہ مرادآبادی مدرس اول عربی مدرسہ امداد الاسلام صدر میرٹھ

تحریر تصدیق مضمون کتاب از جناب مولوی عبدالمومن صاحب دیوبندی مدرس اول عربی مدرسہ قومیہ شہر میرٹھ

بلاشک شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ احادیث صحیحہ اور کتب معتبرہ اہل اسلام سے ثابت ہے اہلسنت
مین کسیکو اوس سے انکار نہین اور مولوی عبدالحق صاحب نے اپنی اس کتاب التصدیق شہادت مین اسکو بخوبی
ثابت کیا ہے۔ اب بھی اگر مرزا حیرت اور انکے تابعین کو اسمین تردد اور حیرت ہے تو مقام حیرت ہے۔

کتبہ عبدالمومن دیوبندی عفی عنہ مدرس اول عربی مدرسہ قومیہ میرٹھ شہر

تحریر تصدیق از جناب مولوی ریاض الدین صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ شہر میرٹھ

ثبوت شہادت امام حسین رضی کتب احادیث وعقاید و تواریخ سے ظاہر باہر ہے اُسکا وہ انکار کرے جسکی عقل مین خلل ہو
مصنف رسالہ التصدیق شہادت جناب مولوی عبدالحق صاحب سہارنپوری نے شہادت امام والا مقام کو بہت
عمدہ طور سے عقلاً و نقلاً ثابت کر دکھایا ہے اور حدیث انس رضی کی جو مولوی صاحب نے ثبوت شہادت کیلئے اسمین نقل
فرمائی ہے اوسکو غیر محقق کہدینا کسی اہل اسلام کا کام نہین۔ کتبہ ریاض الدین عفی عنہ مدرس اول مدرسہ عالیہ میرٹھ شہر

بے شک شہادت جناب امام والا مقام حضرت امام حسین رضی روایات صحیحہ معتبرہ سے ثابت ہے استاذی و
ملاذی فاضل اجل جناب مولانا ابوالاحسان محمد عبدالحق صاحب سہارنپوری دام فیضہم نے اپنے اس رسالہ التصدیق
شہادت مین دلائل محکمہ سے اسکو باحسن الوجوہ ثابت کر کے اپنی اس سعی فی الدین سے بہت سے مسلمانونکو دام
حیرت سے بچایا ہے جزاہ اللہ تعالی خیر الجزا۔ کتبہ احمد مختار عفی عنہ حنفی قادری ساکن میرٹھ شہر خلف مولوی عبدالحکیم جوش

احادیث صحیحہ سے بلا ریب شہادت امام حسین رضؓ ثابت ہو۔ العبد خادم العلماء بندہ رسول خان
ساکن ہزارہ مدرس اول عربی مدرسہ خادم العلوم میرٹھ شہر

شہادت امام ہمام حضرت امام حسین رضؓ بلا شک و شبہ ثابت ہے۔ اور مین کلام کرنا دن کو رات بتلانا ہے
خادم العلماء محمد مصطفےٰ بجنوری عفی عنہ حال مقیم میرٹھ شہر محلہ کرم علی

تحریر تصدیق ثبوت شہادت از جناب قدوۃ العرفا عالم فاضل محقق کامل مولانا حافظ محمد عمر صاحب دہلوی نواسہ حضرت مقبول آلہ حافظ عبد العزیز صاحب مرحوم مغفور

بے شک شہادت جناب امام والا مقام سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ احادیث صحیحہ معتبرہ عند اہل الحدیث سے ثابت ہے چنانچہ حدیث انس رضؓ اور عبد اللہ بن عمر رضؓ کی اس بارہ مین بحوالہ بخاری شریف مصنف کتاب تصدیق شہادت فاضل کامل مولوی عبد الحق صاحب سہارنپوری سلمہ نے جو بیان کی ہین وہ دونون حدیثین بے شبہ سندی اور قوی ہین اُنکی صحت کا انکار کرنا محض غلط ہے اہل اسلام کو ایسی تحریرات جس سے ایسی معتبر کتاب مین کہ جسکو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا گیا ہے اشتباہ کرنا لازم آتا ہے ہرگز نماننی چاہیے اور جو کوئی بخاری جیسی معتبر کتاب کا اعتبار نہ کرے اُسکو حوالۂ خدا کر دینا چاہیے اور حدیث پیشین گوئی پیغمبر خدا صلعم کا انکار کرنا دین کے خلاف ہے مسلمانونکو ایسے اشخاص منکرین کی صحبت اور اونکی تحریرات کے دیکھنے سے بھی بچنا بہتر ہے کہ ؎ آنکس کہ بقرآن وخبر زو نرہی + آنست جوابش کہ جوابش ندہی + اور حدیث نبوی کا انکار قرآن کا انکار ہے کہ آیت وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ سے تمام نبوی احادیث کا وحی سے ہونا ثابت ہوتا ہے تو عدم اعتبار حدیث نبوی سے عدم اعتبار قرآن شریف کا بھی لازم آنا ظاہر باہر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ خادم العلماء محمد عمر دہلوی عفی عنہ

تحریر تصدیق از فاضل اجل ادیب اریب جناب مولوی حافظ مشتاق احمد صاحب رئیس قصبہ انبہٹہ ضلع سہارنپور مدرس عربی گورنمنٹ اسکول شہر دہلی

(حامداً و مصلیاً) امابعد۔ واضح ہو کہ شہادت جناب امام والا مقام حضرت امام حسین رضؓ بلا ریب احادیث صحیحہ سے

ثابت ہے اور کتاب شرح عقاید نسفی مین جو مسلمانونمین بڑی مستند کتاب ہے اسکو متواتر معنے لکھا ہے اور متاخرین مین حضرت قدوۃ المحققین خاتم المحدثین جناب شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جنکا تاریخی نام عبدالحلیم ہے اور تحفہ مین علم مین بہی لکہا ہے اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ مین جسکے تالیف جناب شاہ صاحب کی ہونے مین کسیکو شک وشبہہ ہرگز نہین ہے حتی کہ غالبًا مرزا حیرت صاحب بہی مثل تالیف کتاب سر الشہادتین کے اسکے تالیف شاہ صاحب سے ہونے مین ہرگز متردد اور متحیر نہونگے جیساکہ مؤلف رسالہ تصدیق شہادت جناب فاضل اجل مولانا ابو الاحسان محمد عبدالحق صاحب سہارنپوری سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسی رسالہ کی تذییل مین لکہا ہے کہ تحفہ مطبوعہ مطبع فخر المطابع ۱۲۶۶ھ کے صفحہ ۲۶ مین شاہ صاحب نے اپنی تحقیق سے تحریر فرمایا ہے (وبعد از دواعی این فرقہ کیسان ومختار اند وقصہ دعوت البشان آنست کہ چون حضرت امام حسین سید الشہداء از دست اشقیای شام وعراق منصب شہادت یافت الخ) بلاشک اس قول سے جو قطعًا شاہ صاحب کا ہے شہادت امام والامقام کی ثابت ہوتی ہے پس اب تالیف کتاب سر الشہادتین مین جھگڑا کرنا فضول ہے کہ اصل مقصود اثبات شہادت ہے وہ حاصل ہوگیا اور یہ کتاب شاہ صاحب کی مسلم طرفین ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ خادم العلما مشتاق احمد انبہٹوی مدرس عربی گورنمنٹ اسکول شہر دہلی

تحریر تصدیق مضمون شہادت از جناب فضائل مآب مولوی منفعت علی صاحب دیوبندی مدرس اول عربی مدرسہ فتحپوری شہر دہلی

شہادت حضرت امام حسین علیہ الرحمہ ایک قصہ متواتر مثل آفتاب نیمروزہ درمیان اُمّت محمدیہ مشہور ومسلم وصحیح ہے جو شخص اُس کا انکار کرے اوسپر یہ مثل صادق آتی ہے ؎ چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد فقط

منفعت علی دیوبندی مدرس اول مدرسہ فتحپوری دہلی

قطعہ تاریخ از عزیزی اعز الاعزہ سعادت ونجابت آئین شیخ رشید الدین صاحب سلمہ نبیرہ جناب مکارم انتساب فی المفاخرہ والمعالی والمکارم شیخ حافظ حاجی عبدالکریم صاحب خان بہادر رئیس اعظم میرٹھ مرحوم مغفور اسکنہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ مقامات الفردوس و ادام اللہ اقبال اولادہ اجمعین آمین۔

حبذا التحریر والتقریر کتاب
بحر علم وواقف اسرار حق
قال ان الیوم لی یوم عسیر
حیرت از حیرت بود از عزم دور
حیرتم زین نام حیرت بیش شد
مسلب نعمات از ذات لا ممکن بود

بہر رد قول حیرت لاجواب
شیخ عبدالحق مکارم انتساب
حیرتم در حیرت وبس اضطراب
کار دور از عزم را نبود عذاب
کز ہمین دو قسمتم شد این حجاب
لیک قلب باریست بنود عجاب

وہ چہ تحقیقات وتدقیقات کرد
آنچنان تردید وتہدیدش نمود
یا اکر العالمین رب غفور
دست گیرم زین جو تہای سخت
ہست از آثار رشد ش ای رشید
بہر تاریخ از سر انصاف گوی

حضرت مولائے ما عالیجناب
کاند اندر حیرت و در پیچ وتاب
کار حیرت را نگیر اندر حساب
کز پریشانی فتادم در خلاب
این نمایش پیش حق با سوز وتاب
وہ چہ تصدیق شہادت شد کتاب

۱۳ ھ ۲۲

تمت

مطبوعہ مطبع قاسمی میرٹھ

صحت نامۂ کتاب تصدیق شہادت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲۲	۲۳ ستمبر	۱۵ ستمبر
ایضاً	؍؍	عبارت اخبار	حاصل عبارت اخبار
۶	۵	حوارمین	حواریین
۹	۱۳	اَجْهنا	اجبنہما
۱۰	۵	اور روایات	اور آیت
۱۳	۱۲	جکا	جنکا
۱۴	۱۱	الی یعقوب	ابی یعقوب
۱۵	۹	عاریۃ	رعایۃ
۲۱	۴	یہی	نہی
۲۲	۱	بر	بر
۲۳	۹	مین رآنی	من رآنی
؍؍	حاشیہ کی عبارت	باطل ہے	جو صریح باطل ہے
۲۵	۴	استبشاہ	استیشارہ
۲۷	حاشیہ کی سرخی	بیعت حضرت	بیعت ہجرت
۲۸	۱۹	۲۱ ستمبر	۲۳ ستمبر
۳۰	۱۴	ہلہا	ہلیلہ
ایضاً	حاشیہ	متقدین	معتقدین
۳۰	۷	نائب	تائب
[illegible]	۱۰	اور فاحش	اور فاش
۳۸	۸	تو دینی	تو دیجیو
[illegible]	حاشیہ	ابنی	ا
[illegible]	؍؍	ہاہر	ظاہر
[illegible]	؍؍	عقل	بے عقل
[illegible]	۱۵	مذکور	مذکورین
[illegible]	۶	بقیہ	بقیہ
[illegible]	۱۸	زوجواہر	رزوجواہر
[illegible]	۱	ہند	ہند
۵	۲	محدث	محدث دہلوی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۷	حاشیہ	اس	اگر
۶۴	۱۹	اور	
۶۳	۵	سواد	السواد
؍؍	۳	افلال	اقلال
؍؍	حاشیہ	لکھے	لکھینگے
؍؍	۱۹	معتبر	غیر معتبر
۶۴	حاشیہ	نیت	نسبت
۶۸	۱۳	حفظ	حفظ
؍؍	حاشیہ	مشرب	صوفی مشرب
؍؍	۲۱	تحریر	تحریر
۶۹	۶	روزلیشن	روزنیش
؍؍	۸	یہ آیت یہاں رہگئی تھی	یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر
۷۳	۷	محمد الحق	محمد عبد الحق
؍؍	۸	مارحت	بارحت
۷۴	۱	سجان چہ	سجان چو
؍؍	۱	آزرم	آزرم
؍؍	۴	تلمیدی	تلمیذی
؍؍	۹	غالم	عالم
۷۶	۱۸	لستان	بستان
۷۷	۲	یہ تاریخ تالیف ہے	یہ تاریخ تالیف ہے ۱۲
؍؍	۵	بجت	بجست
۷۸	۱	سہارنپوری	سہارنپوری
۸۰	۱۸	ذی المفاخرہ	ذی المفاخر
؍؍	۲۶	گوئی	گوی

تمت

تصدیق شہادت در تردید اقوال باطلہ مرزا حیرت

یہہ کتاب پہلے مفت ملتی تھی صدہا نسخے اسکے شائع ہوئے ہین اب بقیمت ملیگی۔ پہلے سے اب طبع ثانی مین اسکی تقطیع بڑی ہے اور اضافہ حواشی بغرض دفع ہذیانات مرزا حیرت کیا گیا ہے جو انہون نے اسکے اشاعت اول پر اپنے اخبار ۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۶ء مین کئے تھے۔ قیمت ۴ر

نوٹ - جو لوگ اسکی مفت اشاعت کی طمع مین خاموش رہین انکو اختیار ہے مگر سچے شائقین آمین مصرع - گر ز طلبی سخن درین است - پر عمل فرمائین کہ یہہ عام کتاب نہین اور ہر وقت نہین ملسکتی ہے اور گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین۔

ضمیمہ تصدیق شہادت } اسمین جسارات قبیحہ و خرافات صریحہ و الزامات سخیفہ و اعتراضات لغو و ضعیفہ مرزا حیرت کا مفصل و دندان شکن جواب بدلائل قاہرہ و براہین باہرہ و حجج زاہرہ دیا گیا ہے اہل بصیرت و فہم کے قابل دید ہے۔ قیمت ۲ر

اسرار حقانی } یہہ حضرت پیران پیر غوث دستگیر محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کی کتاب تفہیمات کا سلیس اردو زبان مین ترجمہ معہ اصل کتاب عربی زبان کے ہے اسمین آپکے ۷۰ الہامات کا بیان ہے جو اہل تصوف کی جان اور مایۂ ایمان ہین واقعی یہہ کتاب علم تصوف کی اعلی درجہ کی کتاب ہے قیمت ۶ر

قمر باھر ترجمہ کوکب زاہر } یہہ حضرت پیران پیر رح کی سوانح عمری ہے قیمت ۳ر

شرف الاسلام فی ثبوت المیلاد والقیام } یہہ منکرین قیام میلاد شریف کے جواب مین ہے اہل عقیدت کے قابل دید ہے قیمت ۲ر

تعظیم المساجد } مساجد کے آداب اور فضیلت جماعت نماز اور اذان مین ہے قیمت ار

یہہ سب کتابین مولوی عبد الحق صاحب کے نام درخواست بھیجنے سے ملسکتی ہین۔

پتہ کیمپ میرٹھ کوٹھی خان بہادر صاحب مرحوم مغفور رئیس اعظم میرٹھ

بخدمت مولوی عبد الحق صاحب مولف کتاب تصدیق شہادت سلمہ